پیکرِ جمال

تذکرہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ

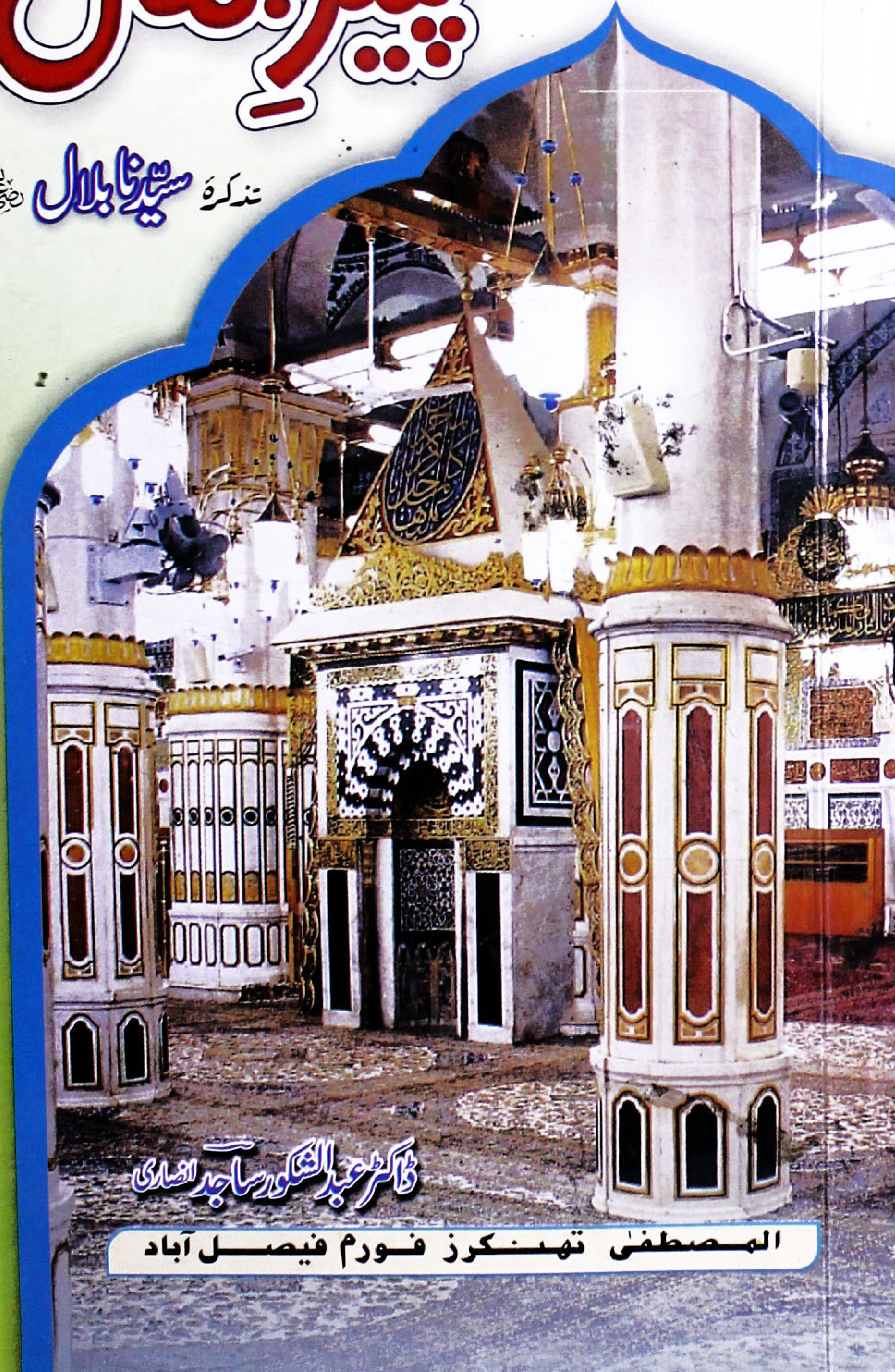

ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری

المصطفیٰ تھنکرز فورم فیصل آباد

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ

پہنچے بلندیوں پر اپنے کمال کے ساتھ

کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ

دور ہو گیا اندھیرا آپ کے حسن و جمال کے ساتھ

حَسُنَت جَمِیعُ خِصَالِہٖ

تمام مخلوق سے آپ کی خصلتیں اچھی ہیں

صَلُّوا عَلَیہِ وَآلِہٖ

آپ پر بھی درود ہو اور آپ کی آل پر بھی درود ہو

Marfat.com

پیکرِ جمال

تذکرہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ

روضہ پاک سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ .... (شام)

ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری

Marfat.com

1/1121

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب .... پیکرِ جمال (تذکرہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ)

تحریر .... ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری

جنید لاج 154-A لیاقت ٹاؤن، فیصل آباد

ای میل shakoorsajid@yahoo.com

طباعت .... بارِ اوّل (2005ء)

تعداد .... گیارہ سو

پبلشر .... المصطفیٰ تھنکرز فورم فیصل آباد

گرافکس .... محمد حنیف انصاری

ہدیہ 40روپے

Marfat.com

تعارف

نام	ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری
ولدیت	فضل محمد انصاری قادری (مرحوم)
تعلیم	بی ایس سی، ایم بی بی ایس، ڈی۔سی۔پی۔ایس (ڈرمیٹ) جاری
پیشہ	رجسٹرار شعبہ امراض جلد (پنجاب میڈیکل کالج) سول ہسپتال فیصل آباد، ماہر امراض جلد، بلال کلینک غلام محمد آباد فیصل آباد
کتابیں	• نکہت مدینہ • باران نور • ماہ ولایت • پیکرِ جمال • خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم (زیر طبع) • لبیک یا سیّدی صلی اللہ علیہ وسلم (زیر طبع) • سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم (زیر طبع)

Marfat.com

ذمہ داریاں

- چیئرمین المصطفیٰ تھنکرز فورم فیصل آباد
- جنرل سیکرٹری ''مرکزِ تحقیق'' فیصل آباد
- چیئرمین زینت فضل غوثیہ فاؤنڈیشن
- سیکرٹری بورڈ آف گورنرز المصطفیٰ قرآن اکیڈمی فیصل آباد
- جنرل سیکرٹری فیصل آباد ڈرماٹولوجی کلب
- سابق جنرل سیکرٹری انجمن طلباء اسلام پنجاب
- سابق چیئرمین انٹر میڈیکل کالجیٹ کونسل پاکستان

ادبی مصروفیات

- چیف ایڈیٹر ''سیرت رنگ میگزین'' فیصل آباد
- مدیر ''المصطفیٰ میگزین'' فیصل آباد
- کالم نگار ''ماہنامہ سوک رپورٹ'' فیصل آباد
- چیف ایڈیٹر ''مجلہ سیماب'' انٹر میڈیکل کالجیٹ کونسل پاکستان 1984ء

Marfat.com

فہرست

1 —•— ہدیۂ سعادت

2 —•— تقریظ : اصغر نظامی

3 —•— عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت

4 —•— عشق صلی اللہ علیہ وسلم کی علامات

5 —•— قرآن کریم اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ

6 —•— عظمت وشان سیدنا بلال رضی اللہ عنہ

7 —•— سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور مکی زندگی

8 —•— سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی مدنی زندگی

9 —•— سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بحیثیت عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

10 —•— سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بحیثیت موذن رسول صلی اللہ علیہ وسلم

11 —•— سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بحیثیت مجاہد اسلام

12 —•— ہدیۂ عقیدت

Marfat.com

ہدیۂ سعادت

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ:

حضورِ اکرم نورِ مجسم رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کائنات میں بنی نوع انسان کی ہدایت وراہنمائی اور فوز وفلاح کیلئے تشریف لائے۔ آپ کی تربیت گاہِ رحمت سے فیضیاب ہونے والے نفوس قدسیہ تاریخ انسانیت میں مثل آفتاب ضوفشاں ہوئے۔ آپ کی تربیت کا کمال ہے کہ ان عظیم الشان ہستیوں کی مثال آج تک پیدا نہ ہوسکی۔ چنانچہ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صداقت و رفاقت، جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عدل وانصاف، سیدنا عثمان غنیؓ رضی اللہ عنہ کی سخاوت وغنا، حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شجاعت اور فقر واستغناء، سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اور سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال پیش کرنا محال ہے۔

جس طرف بھی چشم محمد کے اشارے ہوگئے
جتنے ذرّے سامنے آئے ستارے ہوگئے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بارگاہِ نبوت سے فیض یافتہ نفوس قدسیہ کی زندگیوں کا مطالعہ اور ان کے سوانح حیات اور واقعات کا احوال و بیان آج کے مسلمانوں خاص طور پر نوجوانوں کیلئے بے حد اہمیت کا حامل ہے۔ ویسے بھی پیارے آقا ومولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ "میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ تم جس کی پیروی کروگے، ہدایت سے بہرہ مند ہو جاؤ گے"۔ چنانچہ دنیاوی فلاح اور اخروی نجات کیلئے ان ہستیوں سے فیضیاب ہونا انتہائی ضروری ہے۔ صحابہ کرام کی اس مقدس جماعت میں ہر صحابی اپنی نظیر آپ ہے۔ لیکن

Marfat.com

حضرت بلال ﷺ کو جو مقام حاصل ہے اس کا جواب نہیں۔ جب بھی سرکار مدینہ سرور قلب و سینہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق و محبت کی بات ہوتی ہے، تصور میں آپ کا نام آ جاتا ہے۔

فی زمانہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ انمول دولت ہے جو مسلمانانِ عالم کو آج کے پر فتن اور پر آشوب دور میں مصائب و آلام کے شکنجے سے بچا سکتی ہے۔ کیونکہ تمام طاغوتی قوتوں اور باطل عناصر کی مسلسل کوشش ہے کہ مسلمانانِ عالم کے دلوں کو عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت سے محروم کر دیا جائے بقول اقبال ......

یہ فاقہ کش موت سے ڈرتا نہیں ذرا

روحِ محمد اس کے جسم سے نکال دو

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لہٰذا آج ضرورت اس امر کی ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آئیڈیل زندگی کو نوجوانوں کے مطالعہ و مشاہدہ میں لایا جائے تا کہ ہمارے نوجوان ان کی راہ پر چل کر کامیابی و کامرانی کی منزل سے ہمکنار ہوسکیں۔ اسی باسعادت مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کتاب احباب کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔

سیّدنا بلال ﷺ کی زندگی کا خاکہ، آپ کے فضائل، امتیازات و اوصاف حمیدہ کا ایک مختصر مگر جامع تذکرہ اس کتاب میں پیش کرنے کی ایک عاجزانہ اور بابرکت کوشش کی گئی ہے۔ اس کی ترتیب و پیشکش میں اگر کہیں خامی رہ گئی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے اور اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ اور وسیلہ سے اس کاوش کو قبول فرمائے اور ہمارے قلوب و اذہان کو عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع سے فروزاں کرے۔ آمین۔

طالب دعا

ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دنیائے رنگ و بو کی گہما گہمی میں، خوش ذوق احباب اپنے قلب و روح کی تسکین کی تلاش میں رہتے اور ہر خوب صورت اور خوش خصال تخلیق میں اپنے خالق کے جلوے آشکار پاتے ہیں۔ وہ صرف خوش رنگ پھولوں ہی میں نہیں بلکہ ہر ہر پتی کی ادائے دلبرانہ سے خوشبوئے یار پا کر اس پہ پروانہ وار فریفتہ نظر آتے ہیں۔ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ ناز سے پرورش پانے والے گلہائے رنگا رنگ میں سے سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دل آویزیوں نے ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری کے قلب و نظر کو موہ لیا اور انہوں نے جمالِ بلال کی نوری جھلک دکھانے کے لئے ''پیکرِ جمال'' نامی اس سراپا جمال کتاب کو تألیف کرنے کا شرف حاصل کیا۔

حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اہلِ مکہ مکرمہ کو سعادتوں سے نوازنے کی ابتداء کی تو سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سعادتوں سے وافر حصہ پایا اور آپ نے توحید و رسالت کے فیض سے مستفید ہونے کے لئے اپنا دامنِ دل پھیلا دیا۔ شاعرِ مشرق درویشِ لاہوری کے الفاظ میں ''کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری''۔ اسی نمازِ عشق کے ذریعہ حاصل کردہ فیوض باطنی نے سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جمال و کمال کے اوج تک پہنچا دیا۔ آپ کے جمال و کمال سے امت مسلمہ کے خوشہ چینوں نے خوب خوب استفادہ کیا ہے۔ عربی، فارسی، ترکی اور دیگر بہت سی زبانوں میں جمال و کمالِ بلال کے موضوع پر بہت زیادہ کام ہوا ہے۔

ازلی سعادتوں میں سے حصہ پاتے ہوئے اسی کارِ خیر کو مؤلف ذی وقار نے اردو میں آگے بڑھانے کا کام کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے سیرتِ اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بنیادی کتابوں سے استفادہ کر کے اردو میں سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کے جمال و کمال کا ایسا ٹھنڈا میٹھا مشروب کشید کیا ہے جو ہماری نئی نسل کے اخلاق کی آبیاری کا کام بطریق احسن سرانجام دے سکتا ہے۔ خلوص و للٰہیت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے قلمِ ساجد کو

Marfat.com

ایسا آہنگ عطا کیا ہے کہ آپ کی تحریر دلوں تک بآسانی رسائی پاتی ہے۔ خدا کرے آپ کے کام میں مزید برکت ہو۔ آمین۔

حضور نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جاں نثار ساتھی کائناتِ اخلاق کے ستارے ہیں۔ ان میں سے جس کی بھی اتباع کی جائے، مقصدِ حیات تک رسائی آسان ہوجاتی ہے۔ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قافلہ عشاق کے سرخیل ہیں۔ آپ کی مثالی زندگی کا ہر ہر گوشہ اس قابل ہے کہ ہماری نئی نسل اس سے مستفید ہو کر اخلاقِ کریمانہ کا اوج حاصل کرے۔

محبتِ سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عام کرنے کے لئے بلالی جمال وکمال سے استفادہ کی اشد ضرورت ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب نے بتوفیقِ الٰہی اس کا راستہ آسان کر دیا ہے۔ عشقِ سرکار مدینہ علیہ التحیہ والسکینہ کے حسین مظاہر ومناظر ہماری اپنی قومی زبان میں منتقل کر دیئے ہیں۔ خدا کرے ہم ان صفحات پر بکھرے موتیوں سے کارزارِ حیات کی قباحتوں کو حسن آشنا کر سکیں۔

صرف روحِ بلالی کو مرشدِ عشق مان کر ہی کاروانِ حیات کو صراطِ مستقیم پر گامزن کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے ہمیں مؤلفِ کتاب اور قارئینِ کرام کے درمیان حائل ہونا زیب نہیں دیتا۔ آیئے ہم سب مل کر اس نعمت غیر مترقبہ سے کما حقہ استفادہ کریں۔ اور جمالِ بلال کو چاردانگِ عالم میں پھیلانے کے عمل میں وفا شعاری کا ثبوت دے کر ازلی سعادتوں سے محظوظ ہوں۔

خدا کرے کہ عشقِ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کو عام کرنے کے لئے ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری صاحب کی یہ کوشش مدنی دربار سے شرفِ قبول پائے۔ آمین۔ بجاہ طٰہٰ ویٰسٓ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

اصغر علی نظامی۔ فیصل آباد

Marfat.com

عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہمیت

حضور اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ پرنور اس کائنات میں باعثِ تکوینِ کون ومکان، رحمۃ للعالمین، خاتم الانبیاء اور راحتِ قلب وجاں بن کر تشریف لائی۔ آپ حسن وجمال میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کا اخلاق وکردار تمام انسانیت کیلئے اسوہ حسنہ ہے۔ آپ کی ذاتِ بابرکات سے عشق ومحبت ایمان کی اساس اور دنیاوی واخروی فوز وفلاح کی ضامن ہے۔...... اقبال نے کہا ہے

مغزِ قرآں، روحِ ایماں، جانِ دیں
ہست حبِ رحمۃ للعالمیں

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گویا قرآنی تعلیمات کا مرکز ومحور، ایمان وایقان کی روح اور دین ومذہب کی بنیاد فقط عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت ہے۔

یہاں قرآن وسنت کی روشنی میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہمیت کے بارے میں چند گزارشات پیش خدمت ہیں:۔

1- ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾ (التوبۃ:24)

ترجمہ: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری

Marfat.com

عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا، جس کے نقصان
کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان، یہ چیزیں اللہ اور اس کے
رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہیں تو راستہ دیکھو
یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

انسان کو مال و دولت، گھر بار، وطن، بہن بھائیوں اور خصوصاً اولاد سے بے انتہا محبت ہوتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس آیۂ مبارکہ میں تنبیہ فرما دی کہ اگر یہ محبت اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ، اس کے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جہاد فی سبیل اللہ سے بڑھ کر ہے تو گویا پھر یہ اللہ تعالیٰ کے غضب وغصہ کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اس آیت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ والہانہ عشق ومحبت ہر چیز پر مقدم ہے اور اس کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوسکتا۔

2۔ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔

لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی أَکُوْنَ أَحَبَّ إِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِیْنَ (بخاری شریف)

ترجمہ: تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے محبوب نہ ہو جاؤں۔

3۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا "یارسول اللہ! آپ مجھے میری جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں"۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: "تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا، جب تک میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں"۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ "اس ذات کی قسم! جس نے آپ پر کتاب نازل کی۔ آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں"۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اب کہیں تمہارا ایمان مکمل

Marfat.com

ہوا۔" (صحیح بخاری)

4- ایک اور حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تین باتیں جس شخص میں ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت پا جائے گا۔ پہلی یہ کہ اس مومن کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ محبوب ہوں۔ دوسری بات یہ کہ وہ کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ کیلئے کرے۔ اور تیسری بات یہ کہ کفر سے نجات پا لینے کے بعد اس کی طرف پلٹ جانے کو اسی طرح ناپسند کرے جس طرح وہ آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔" (مشکوٰۃ شریف)

5- غزوۂ احد میں ایک انصاری صحابیہ کے تین قریبی عزیز یعنی اس کا شوہر، اس کا باپ اور اس کا بھائی شہید کر دیئے گئے۔ لیکن اسے صرف سیّد العالمین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فکر تھی۔ اس نے حضور کا پتہ دریافت کرتے ہوئے کہا۔

"اَدْنِیْنَهٖ حَتّٰی اَنْظُرَ اِلَیْهِ"، "مجھے سرکار کے قریب لے جائیں، تا کہ میں آپ کی زیارت کرلوں"۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوئیں تو کہا:

"کُلُّ مُصِیْبَةٍ بَعْدَکَ جَلَلٌ"، "یارسول اللہ! آپ کے ہوتے ہوئے تمام مصیبتیں ہیچ ہیں"۔

6- امّ المومنین حضرت۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "یارسول اللہ! بے شک آپ میرے نزدیک میری جان اور اولاد سے زیادہ پیارے ہیں۔ میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں مگر جب آپ یاد آجاتے ہیں تو جب تک آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو دیکھ نہ لوں، صبر نہیں آتا۔ لیکن پھر میں آخرت کو یاد کرتا ہوں تو میں یقین کرتا ہوں کہ جنت میں آپ انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ بلند مرتبہ میں اٹھائے جائیں گے اور میں جنت میں نسبتاً ادنیٰ درجہ میں ہوں گا۔ تو مجھے ڈر ہے کہ آپ کی زیارت سے محروم رہوں گا۔ یہ سن کر حضور

Marfat.com

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر آ گئے:۔

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ أُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ سورۃ النساء

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری کرے۔ پس وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے۔ یعنی پیغمبروں، صدیقوں، شہیدوں اور نیکوکاروں کے ساتھ اور یہ اچھے رفیق ہیں۔

7- سیدنا عبداللہ بن مسعود راوی ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ ''آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کی نسبت جو ایسی قوم سے محبت رکھتا ہے جن سے اس کی ملاقات نہیں ہوئی''۔ آپ نے فرمایا ''انسان قیامت کے دن ان لوگوں کے زمرہ میں اٹھے گا جن سے وہ محبت رکھتا تھا۔''

8- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ قیامت کب ہوگی۔ آپ نے فرمایا: ''تجھ پر افسوس ہے تو نے اس دن کیلئے کیا تیار کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے اس دن کیلئے کچھ نہیں تیار کیا۔ ہاں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو اس کے ساتھ ہوگا کہ جس سے تو محبت رکھتا ہے۔''

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق و محبت، آپ کی ذات بابرکات کی توقیر و تعظیم اور ادب و احترام یہ سب ایمانِ کامل کی نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:۔

Marfat.com

﴿إِنَّآ أَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتُعَزِّرُوۡهُ وَتُوَقِّرُوۡهُ وَتُسَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّأَصِيۡلًا﴾ الفتح:9

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، خوشخبری دینے والا، اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا تا کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم اور توقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔

اس آیۂ مبارکہ میں اللہ رب العزت نے اپنی تسبیح سے بھی پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور توقیر کو اوّلیت دے کر آپ کی شان وعظمت میں کس قدر اضافہ کیا ہے۔ سبحان اللہ!

بارگاہِ نبوت کے ادب واحترام سکھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡٓا أَصۡوَاتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ أَنۡ تَحۡبَطَ أَعۡمَالُكُمۡ وَأَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ﴾ الحجرات:2

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو۔ اور ان کے حضور زور سے باتیں نہ کرو، جس طرح تم آپس میں چیخ کر باتیں کرتے ہو۔ اس طرح کرنے سے ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ (کنز الایمان)

صحابہ کرام رسول کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کس قدر محبت رکھتے تھے اور کتنا باادب رہتے تھے۔ اس کا نقشہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس طرح کھینچا ہے:۔

''جس وقت آپ گفتگو شروع فرماتے آپ کے صحابہ اس طرح سر جھکا لیتے جیسے ان کے سروں پر پرندے ہوں۔'' (شمائل ترمذی)

Marfat.com

صحابہ کرام کی جانب سے ادب واحترام کا عالم دیکھئے اور ایمان تازہ کیجئے۔

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ان کے دروازۂ مبارک پر ناخنوں سے دستک دیتے تھے۔'' (شفاشریف)

مندرجہ بالا آیاتِ قرآنی اور احادیثِ مبارکہ سے یہ حقیقت بالکل آشکار ہوتی ہے کہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان کی اساس ہے اور آپ کا ادب واحترام اعمال کے کارآمد ہونے کا پیمانہ ہے۔

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علامات

حضرت علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''سیرتِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اظہار کے لئے مومن میں درج ذیل دس صفات کا پایا جانا لازم قرار دیا ہے۔ ان کے بغیر دعویٰ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محض نمود ونمائش ہے:

(1) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بکثرت کرنا، درود شریف کثرت سے پڑھنا، احادیث کا پڑھنا، محافل میلاد کا اہتمام وشرکت کرنا، یہ سب عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علامات ہیں۔

(2) اسوۂ حسنہ کی مکمل پیروی اور سنتوں پر مکمل عمل کرنا۔

(3) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور دیدار سے مشرف ہونے کا نہایت اشتیاق ہونا، جیسا کہ حضرت بلال، حضرت ابو موسیٰ و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو تھا۔

(4) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکمل ادب واحترام اور تعظیم وتوقیر کرنا۔

(5) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب ہستیوں یعنی اہل بیت عظام، صحابہ کرام، مہاجر وانصار سے محبت رکھنا۔ اور جو کوئی ان سے عداوت رکھے، ان سے عداوت

Marfat.com

رکھنا۔

(6) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض وعداوت رکھنے والوں کو اپنا دشمن سمجھنا اور مخالف شریعت سے نفرت کرنا، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:۔

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ﴾ المجادلۃ:22

''تو نہ پائے گا کسی قوم کو جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ دوستی کریں ایسوں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ لوگ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے گھرانے کے ہوں۔

(7) قرآن کریم سے محبت رکھنا، وہ اس طرح کہ ہمیشہ اس کی تلاوت کرے، اس کے معانی سمجھے اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہو۔

(8) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی خیر خواہی چاہنا اور اس پر شفقت کرنا۔

(9) دنیا سے رغبت نہ کرنا اور فقر و درویشی کو غنا پر ترجیح دینا۔

(10) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہرِ پُرنور مدینہ طیبہ سے محبت کرنا اور آپ کے تبرکات کی تعظیم و ادب کرنا۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ''جو شخص مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ اسی جگہ مرے۔ وہ شرفِ شفاعت اور میری شہادتِ باسعادت سے مشرف ہوگا۔''

مندرجہ بالا تمام علامات نبی کریم رؤف ورحیم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمیع صحابۂ کرام میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ صحابۂ کرام بلاشک وشبہ عشقِ رسول کا مظہرِ کامل ہیں۔ ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کی روشنی سے منور ہے۔ انہوں نے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اعانت میں اپنی جان مال، عزت وآبرو غرضیکہ ہر چیز قربان کی۔ کفار کے ظلم وستم برداشت کئے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کے لئے اپنا گھر بار اور وطن چھوڑا۔ عزیز و اقارب سے رشتہ ناطہ توڑا۔ اور اعلائے کلمتہ الحق کے لئے جان و مال کے ساتھ جہاد کیا۔ اسی طرح وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے ہمہ وقت بے چین رہتے۔ آپ کے ارشادات و فرمودات پر فوراً عمل پیرا ہوتے۔ گویا انہیں دنیا و آخرت کی ہر چیز سے بڑھ کر صرف اور صرف جانِ کائنات فخر موجودات حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے محبت و عقیدت تھی۔

اگرچہ تمام صحابہ کرام عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت سے مالا مال تھے۔ لیکن اس نعمت عظمیٰ کی فراوانی سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے ہاں بہت زیادہ تھی۔ اور عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امام اگر کسی شخص کو کہا جا سکتا ہے تو بلا شبہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے۔ جو عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا میں ایک استعارے کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ع   ایں سعادت بزورِ بازو نیست۔

Marfat.com

قرآن کریم اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ

سورۃ انعام میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾

ترجمہ: اور دور نہ کرو انہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور شام، اس کی رضا چاہتے ہیں۔ آپ پر ان کے حساب سے کچھ نہیں اور ان پر تمہارے حساب سے کچھ نہیں۔ پھر انہیں آپ دور کریں تو یہ کام انصاف سے بعید ہے۔

(کنز الایمان از امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ)

یہ آیت کریمہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اور دیگر اولین صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق نازل ہوئی جو بظاہر فقر و فاقہ کی زندگی بسر کر رہے تھے اور مکہ کے مظلوم و غریب طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ وہ عظیم نفوسِ قدسیہ ہیں جو ابتلا و آزمائش کے دور میں اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ مسند امام احمد میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قریش کی ایک جماعت رسول اللہ کے پاس سے گزری۔ اس وقت آپ کے پاس حضرت خبیب، حضرت صہیب، حضرت بلال، اور حضرت عمار رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے۔ ان لوگوں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اور قرآن کے ساتھ ان لوگوں کو ڈرایئے جو اپنے رب کی طرف جمع کئے جانے سے ڈرتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ کے حوالے سے صحیح مسلم سننِ ابن ماجہ اور سنن نسائی میں درج ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں یہ آیت ہم چھ نفوس یعنی میرے، حضرت ابن مسعود، حضرت صہیب، حضرت عمار، حضرت مقداد اور سیدنا بلال رضی

Marfat.com

اللہ عنہم کے متعلق نازل ہوئی۔

دور حاضر کے عظیم مفسر حضرت علامہ غلام رسول سعیدی اپنی تفسیر البیان میں امام ابوعبداللہ ابن ماجہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں بیان کیا۔ کہ اقرع بن حابس تمیمی اور عیینہ بن حصن فزاری آئے۔ انہوں نے دیکھا کہ مسلمانوں میں سے حضرت صہیب، حضرت بلال، حضرت عمار، اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ مشرکین نے ان مسلمانوں کو حقیر جانا۔ وہ آپ کے پاس آ کر خلوت میں بیٹھے اور کہنے لگے۔ ''ہم آپ کے ساتھ مجلس میں شرکت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ عربوں میں ہماری کیا فضیلت ہے۔ ہم کو حیا آتی ہے کہ عرب کے لوگ ہم کو ان غلاموں کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھیں۔ لہٰذا جب ہم آپ کے پاس آیا کریں آپ ان لوگوں کو اپنے پاس سے اٹھا دیا کریں۔ اور جب ہم آپ کی مجلس سے فارغ ہو جائیں تو پھر چاہے ان کو بیٹھا لیا کریں۔'' آپ نے فرمایا، اچھا۔ انہوں نے کہا آپ ہمیں یہ لکھ کر دے دیں۔ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے صحیفہ منگوایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لکھنے کیلئے بلایا۔ ہم اس وقت ایک کونے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ ''اور ان (مسکین مسلمانوں کو) دور نہ کیجئے۔ جو صبح وشام اپنے رب کی عبادت کرتے رہتے ہیں۔ وہ اسی کی رضا جوئی کرتے ہیں ان کا حساب سرِ موأن کے ذمہ نہیں۔ پس اگر بالفرض آپ نے ان کو دور کر دیا تو آپ غیر منصفوں میں سے ہو جائیں گے''۔
(القرآن)

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی دیگر مسکین وغریب صحابہ رضوان اللہ علیہم کی شان میں نازل ہونے والی اس آیت کریمہ کی تفسیر کے ضمن میں پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمتہ اللہ علیہ نے ضیاء القرآن میں ادیبانہ پیرائے اور عشق ومحبت سے لبریز لہجہ

Marfat.com

ں یوں تحریر کیا ہے:

''حضرت بلال، یاسر، خبیب وغیرہ غریب ومسکین صحابہ رضی اللہ عنہم ہر وقت شمع رسالت پر پروانہ وار نثار ہوتے رہتے تھے۔ کفار جو نسلی برتری کے قائل تھے انہیں ہرگز گوارا نہ تھا کہ وہ ان غریبوں کے پاس بیٹھیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک دفعہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں کہلا بھیجا کہ ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہونا تو چاہتے ہیں۔ لیکن آپ کے گرد گنواروں اور ناداروں کا ہجوم ہوتا ہے اور ان کے ساتھ بیٹھنے میں ہماری ہتک ہوتی ہے۔ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کو اپنی مجلس سے اٹھا دیں تو ہم حاضر ہو سکتے ہیں۔ حضور کے خاطر مبارک میں خیال گزرا ہی تھا کہ فوراً حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ حکم لے کر حاضر ہو گئے۔ اور ساری دنیا کو بتا دیا کہ یہی وہ بارگاہ بے کس پناہ ہے جہاں حاضر ہونے والوں کی قدر و قیمت کا اندازہ ان کے زرق برق لباس اور ان کی دولت و ثروت کی بناء پر نہیں بلکہ ایمان و تقویٰ کی بنیاد پر لگایا جاتا ہے۔ فَتَكُونَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ کے الفاظ سے قیامت تک آنے والی امت کو بھی اس طرز عمل پر ثابت قدم رہنے کی تاکید کر دی گئی۔ القرطبی میں ہے۔ ''اگر آپ ایسا کریں تو آپ ظلم کا ارتکاب کریں گے۔ پناہ بخدا! کہ ایسا فعل حضور سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے صادر ہو۔ یہ تو محض احکام الٰہی کا بیان ہے تا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی فرزند اسلام سے بھی ایسی حرکت صادر نہ ہو''۔

سورۂ انعام کی اگلی آیات میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ

/ / / / 2 /

Marfat.com

اور آپ جیسے دیگر مفلس و نادار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان بیان فرمائی ہے۔

﴿وَإِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ صلے كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ صلے أَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا ۢ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ ۢ بَعْدِهٖ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

ترجمہ: اور جب تمہارے حضور وہ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے فرماؤ تم پر سلام تمہارے رب نے لازم کرلی ہے۔ کہ تم میں سے کوئی نادانی سے کچھ غلطی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنز الایمان)

حسن بصری اور عکرمہ نے کہا کہ یہ آیت ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی جن کو مجلس سے اٹھانے سے منع فرمایا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب ان کو دیکھتے تو ابتداءً سلام کرتے۔ اور فرماتے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے میری امت میں ایسے لوگوں کو رکھا جن کے متعلق مجھے ابتدأ سلام کرنے کا حکم دیا گیا۔ زجاج نے کہا سلام کا معنی انسان کیلئے آفات سے سلامتی کی دعا ہے۔ زاد المیر۔ (بحوالہ التبیان از علامہ غلام رسول سعیدی)۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمہ تحریر کرتے ہیں۔ ''وہ مقدس گروہ جن کے شب و روز کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں صرف ہوتا ہے اور ان کے دل نور ایمان سے لبریز ہیں۔ ان کی مزید عزت افزائی کا سامان ہو رہا ہے۔ یعنی کیا ہوا جو وہ پھٹے پرانے لباس میں ملبوس ہیں اور نان جویں کے علاوہ اور کوئی چیز کھانے کو میسر نہیں ہوتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی شان یہ ہے کہ اے محبوب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں تو آپ پہلے انہیں سلام فرمائیے۔ اور انہیں یہ دعا دیجئے کہ تمہارا دین، تمہاری دنیا ہر قسم کے مصائب و آلام سے محفوظ رہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میری امت میں ایسے لوگ بھی پیدا فرمائے ہیں جنہیں پہلے سلام کرنے کا مجھے حکم فرمایا گیا ہے۔ نیز یہ وہ خوش نصیب ہیں جن کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا دامن پھیلا دیا ہے۔

قرآن مجید کی ان آیات کریمہ اور مختلف مفسرین کی تفاسیر و آراء سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ اور آپ جیسے دیگر نادار و مفلس صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت و شان اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنی بلند و بالا ہے!

Marfat.com

عظمت وشان سیدنا بلال رضی اللہ عنہ

(احادیث اور روایات کی روشنی میں)

1- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے آگے ایک آہٹ سنی''۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ''یہ کون ہیں؟''۔ انہوں نے جواب دیا کہ ''بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔'' (مشکوٰۃ، ص:575، مدارج النبوۃ اردو، ج:2، ص:1006)

2- ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز فجر کے وقت فرمایا کہ ''اے بلال! تم یہ تو بتلاؤ کہ تم نے اسلام قبول کرنے کے بعد ایسا کونسا عمل کیا ہے جس کی قبولیت کے متعلق دوسرے سب اعمال سے زیادہ امید رکھتے ہو''، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ''یارسول اللہ! میں نے ایسا تو کوئی کام نہیں کیا جو دیگر تمام اعمال سے زیادہ امید دلانے والا ہو۔ البتہ رات یا دن کے وقت جب کبھی میں نے وضو کیا تو اس سے اپنے مقدر کی نماز (تحیۃ الوضوء) ضرور پڑھی'' (بخاری، جلد 2، ص: 1124)، یہ سن کر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بس اسی عمل کی وجہ سے تم کو یہ رتبہ ملا (یعنی معراج کی شب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جنت میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے قدموں کی آہٹ سنی) (مستدرک، جلد 3، صفحہ: 285)۔

3- ایک دن صبح کے وقت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ، جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ''بلال کھانے میں شریک ہو جاؤ''۔ انہوں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! میں آج روزے سے ہوں۔ یہ سن کر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہم اپنا رزق کھا رہے ہیں اور بلال کا رزق جنت میں محفوظ ہے''، پھر آپ نے مزید ارشاد

Marfat.com

فرمایا: "اے بلال! کیا تمہیں معلوم ہے کہ روزہ دار کی ہڈیاں تسبیح میں مشغول رہتی ہیں۔ اور اس کے لئے اس وقت تک استغفار کرتی ہیں جب تک کہ اس کے پاس کچھ کھایا جاتا ہے۔"

(مشکوۃ، ص: 181، رواہ البیہقی)۔

4- واقعہ معراج کے حوالے سے ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ جنت کی سیر کے دوران رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حور کو مغموم اور اداس دیکھا جو حسن و جمال میں اپنا جواب آپ تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دریافت کرنے پر اس حور نے کہا کہ میں جنت کی حوروں کی ملکہ ہوں۔ میں نے ایک دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ الٰہی مجھے وہ ہستی تو دکھا دے جو قیامت کے دن میرا جوڑا بنے گی۔ مجھے حکم ہوا کہ آئینے کو دیکھو۔ چنانچہ میں نے جس شخصیت کو آئینے میں دیکھا۔ اس کے ہونٹ موٹے موٹے، رنگت سیاہی مائل، چہرہ بھدا اور قد بے ڈھنگا تھا۔ جیسے ہی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حلیہ سماعت فرمایا تو جلال سے فرمایا: "تو نے جو سراپا بیان کیا ہے وہ تو میرے پیارے بلال کا ہے۔ ایک عاشق سراپا، ایک وفا کیش مومن، اور گوہرِ نایاب، کو پا کر تو کم نصیبی کا شکوہ کر رہی ہے۔ تجھے نہیں معلوم کہ بلال میرا سچا عاشق ہے۔ اس کے جسم کی سیاہی قیامت کے روز تل بنا کر تمام حوروں کے رخساروں پر فروزاں کر دی جائے گی۔ تو اپنے حسن و جمال پہ غرور نہ کر۔ ہوسکتا ہے جس دن تو ستر ہزار نقاب الٹ کر میرے بلال کے سامنے آئے تو وہ تجھے ناپسند کر دے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالی شان سن کر وہ حور سخت نادم ہوئی۔ اور معذرت کرتے ہوئے کہنے لگی کہ بس مجھے وہ سیاہ فام بلال رضی اللہ عنہ ہی پسند ہے۔ زہے نصیب کہ آپ کا عاشق صادق میرے نصیب میں آیا۔ اس کی معذرت قبول فرماتے ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھ گئے۔

(زلف و زنجیر)

5- ایک مرتبہ حضور سیّد العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "بلال جنت میں سب

Marfat.com

سے پہلے داخل ہوگا''۔ صحابہ کرام نے عرض کیا ''یارسول اللہ! کیا آپ سے بھی پہلے؟'' آپ نے فرمایا: ''ہاں مجھ سے بھی پہلے۔ میں جس ناقہ پر سوار ہوں گا اس کی مہار بلال نے تھام رکھی ہوگی۔ اس طرح وہ مجھ سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔''

6- سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بشارت دی۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام جعرانہ میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اور میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ ایک دیہاتی نے حاضر ہوکر عرض کیا۔ ''اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ نے جو وعدہ مجھ سے کیا تھا، اس کو پورا کیوں نہیں کرتے''۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم کو بشارت ہو''، اس نے کہا ''بشارت تو مجھ کو بہت دفعہ سنا چکے ہو، کچھ مال دیجئے''۔ یہ سن کر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جلال میں آتے ہوئے میری اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور فرمایا ''اس نے بشارت کو قبول نہیں کیا تم قبول کرلو گے؟'' ہم نے عرض کیا ''یارسول اللہ! ہم نے قبول کرلیا''۔ اس کے بعد سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پانی منگوایا۔ اس میں ہاتھ اور چہرہ مبارک دھویا۔ اس میں کلی فرمائی اور ارشاد فرمایا ''تم دونوں اس میں سے پی لو اور اپنے چہروں اور حلق پر چھڑک لو اور بشارت حاصل کرلو''۔ ہم دونوں نے پیالہ لے لیا اور حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ ام المؤمنین سیدہ امّ سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے پردہ کے اندر سے پکارا ''اپنی ماں کیلئے کچھ پانی چھوڑ دینا''، چنانچہ ہم نے کچھ پانی برتن میں چھوڑ دیا۔

7- حضورِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بہت سے مواقع پر نصیحتیں کیں۔ جو تمام امت کیلئے مینارۂ نور ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک دن سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی قیام گاہ پر پہنچا

Marfat.com

اور دیکھا کہ ان کے پاس چھوہاروں کا ڈھیر ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''بلال! یہ کیا ہے'، انہوں نے عرض کیا ''میں نے اس کو آئندہ کیلئے ذخیرہ بنایا ہے'، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''بلال! کیا تمہیں اس کا ڈر نہیں کہ کل بروز قیامت آتشِ دوزخ میں تم اس کی تپش اور شورش دیکھو۔ اے بلال رضی اللہ عنہ (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو اور عرش عظیم کے مال سے قلت کا خوف نہ کرو'۔ (بیہقی)

8- سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی ناراضگی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلمان، حضرت صہیب اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہم کے پاس ابوسفیان آیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی تلواریں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی گردنوں میں اپنی جگہ پر نہیں پہنچیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''تم لوگ قریش کے شیخ اور سردار کے متعلق ایسی باتیں کر رہے ہو''۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر یہ ماجرا سنایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے ابوبکر! تم نے ان (فقراء صحابہ) کو ناراض کر دیا۔ اگر تم نے ان کو ناراض کیا تو تم نے اپنے رب کو ناراض کیا۔ تب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور معذرت کرتے ہوئے کہا اے میرے بھائیو! میں نے تم کو ناراض کر دیا۔ انہوں نے جواب دیا نہیں اے بھائی۔ ''اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے''۔ (مسلم شریف، جلد 2، ص: 304، مشکوٰۃ، ص: 576)۔

9- یہ شرف بھی سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا کہ آپ کو بارہا حضور اکرم شفیع محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خاص اونٹنی جس کا نام قصویٰ تھا، اس پر بیٹھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

ع ایں سعادت بزورِ بازو نیست

10- فتح مکہ کے روز خانہ کعبہ کے اندر سب سے پہلے جن تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو داخل

Marfat.com

ہونے کا شرف حاصل ہوا، ان میں سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔دیگر دو صحابہ حضرت عثمان بن طلحہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ہیں (بخاری شریف، جلد دوم، ص:614)۔

11- حضور سیّد العالمین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو اپنے عاشقِ صادق کی دل آزاری ہرگز پسند نہ تھی۔ایک بار حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آپس میں جھگڑ پڑے۔حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو کالا کہہ دیا۔ انہوں نے سرورِ کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں شکایت کر دی۔ آپ نے فرمایا! ''اے ابوذر! تمہارے دل میں جاہلیت کا تکبر ابھی باقی ہے''۔ یہ سن کر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو گرا دیا۔اور قسم کھائی کہ وہ اس وقت تک سر نہ اٹھائیں گے جب تک سیدنا بلال ان کے رخسار پر اپنا پاؤں نہ رکھیں گے۔ چنانچہ جب تک سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے ایسا نہ کیا انہوں نے سر نہ اٹھایا۔

(بخاری شریف، جلد:1 ص9 ارشاد الساری شرح صحیح بخاری، جلد:1 ص:246)۔

12- حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو شرف حاصل ہے کہ پیارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے نیزہ بردار تھے۔شاہ نجاشی نے تین خصوصی نیزے سرکار مدینہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجے تھے۔جن میں سے ایک سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے پاس ہوتا تھا۔مسجد نبوی علی صاحبہ الف الف صلاۃ وسلاما کی تعمیر سے قبل جہاں نماز ادا فرمائی ہوتی حضرت بلال یہ نیزہ سامنے گاڑ دیتے۔اسی طرح عیدین کی نماز اور نمازِ استسقاء میں بھی سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نیزہ لے کر آگے چلتے اور جب جماعت کھڑی ہوتی تو سامنے زمین میں گاڑ دیتے یہ سلسلہ خلافتِ راشدہ کے دور میں بھی رائج رہا۔

13- اصحاب صفہ کی بابرکت جماعت میں سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کا نام سرفہرست ہے۔ یہ وہ مقدس گروہ ہے جو مسجد نبوی میں ایک چبوترے پر براجمان ہمہ وقت مصروف

Marfat.com

عبادت (حصول علم) رہتا تھا۔ اصحابِ صفہ کے فضائل ومناقب میں بکثرت آیات قرآنی اوراحادیث نبوی موجود ہیں۔ ایک حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا گزر اصحابِ صفہ کی طرف ہوا۔ اور آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ فقر ومجاہدہ کے باوجود خوش وخرم ہیں۔ آپ نے ان سے فرمایا" اے اصحابِ صفہ! تمہیں اور میری امت کے ہر اس شخص کو جو تمہاری صفت پر خوش دلی سے قائم ہو بشارت دی گئی ہے کہ تم جنت میں میرے رفقاء ہو گے۔

14- حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: "سب سے بہتر زمانہ میرا ہے۔ اس کے بعد وہ زمانہ جو اس سے متصل ہے۔ پھر وہ جو اس کے بعد آئیگا۔" (صحیح مسلم شریف، جلد **2** ص: **309**)۔

گویا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا زمانہ ہی خیر القرون تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "سب سے پہلے ایمان میں سبقت والے مہاجرین وانصار ہیں اور وہ لوگ جو بھلائی کے ساتھ اُن کے بعد ایمان لائے۔" (القرآن)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق اِنَّ اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ میں یہ آٹھ ہستیاں شامل ہیں:

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ۔ سیدنا ابوبکر صدیق۔ سیدنا علی المرتضےٰ۔ سیدنا عمار۔ سیدہ سمیہ۔ سیدنا صہیب۔ سیدنا مقداد اور سیدنا بلال رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

15- سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی کا اوّلین موذّن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کی آواز میں ایسی شیرینی، نغمگی، حلاوت اور مٹھاس تھی کہ جونہی آپ کی اذان کی آواز مدینہ منورہ کی پرنور فضاؤں میں بلند ہوتی تو تمام عاشقانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کشاں کشاں مسجد نبوی کی جانب دوڑے آتے۔ (بخاری شریف، جلد اول، ص: **85**)۔

Marfat.com

16- سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ جونہی سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتے، آپ اپنے گھر سے باہر مسجد کے صحن میں تشریف لے آتے۔ ایک دن فجر کے وقت آپ کو کچھ دیر ہوگئی۔ تو اضطرار کی حالت میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے منہ سے نکل گیا، اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ (نماز نیند سے بہتر ہے) یہ بے ساختہ نکلنے والا کلمہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اتنا پسند آیا کہ اسے مستقلاً نماز فجر کی اذان کا حصہ بنا دیا گیا۔

17- سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نجیب خاص اور مصاحب وحاجب تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کریم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ہر نبی کو سات نجیب ورفیق ملے اور مجھے چودہ عطا کئے گئے''، ہم نے عرض کیا: ''وہ کون ہیں؟''، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم (حضرت علی مرتضیٰ) حسن وحسین، جعفر بن ابی طالب، حمزہ بن عبدالمطلب، ابو بکر صدیق، عمر فاروق، مصعب بن عمیر، سلمان فارسی، حذیفہ بن یمان، عبداللہ بن مسعود، عمار بن یاسر، اور بلال رضوان اللہ علیہم اجمعین۔''

(جامع ترمذی، جلد 2 ص 219 مشکوٰۃ صفحہ: 580)

18- سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے حصے میں یہ سعادت بھی آئی کہ وہ ان اوّلین مبلغینِ اسلام میں شامل ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری سے قبل اہلِ یثرب کو اسلام کے احکامات سے آگہی دینے کیلئے مدینہ طیبہ میں آئے۔ مدینہ طیبہ میں آ کر اگرچہ آپ بیمار ہوگئے اور اپنے وطن مکہ کو یاد کر کے روتے تھے۔ لیکن سرکارِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے آپ کو تسکین ملی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خود سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی عیادت کیلئے آئے اور صحت وتندرستی کی دعا کی۔

Marfat.com

19- سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو کفر و اسلام کے درمیان اولین معرکہ غزوۂ بدر میں شامل ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ بدری صحابہ کے متعلق بخاری شریف کی حدیث ہے کہ حضرت معاذ بن رفاعہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں (ان کے والد اہل بدر میں سے تھے) کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ اہل بدر کو کون سا درجہ دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''وہ مسلمانوں میں سب سے افضل ہیں'، یا اس طرح کی کوئی اور بات فرمائی۔ حضرت جبرائیل نے کہا ہم بھی اسی طرح فرشتوں میں بدری فرشتوں کو سب سے افضل قرار دیتے ہیں۔ (صحیح بخاری، جلد دوم، ص: 569)

اس غزوہ میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے بہادری کے جوہر دکھاتے ہوئے رئیسِ مکہ امیہ بن خلف کو واصل جہنم کیا جو مکہ میں آپ کو بہت ستایا کرتا تھا۔

(مدارج النبوت، اردو، جلد دوم، ص: 491)

20- فتح مکہ کے روز وادی ام القریٰ میں اذان کی جو آواز اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتی ہوئی حرم کعبہ کی چھت سے بلند ہوئی وہ بھی سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ ہی کی تھی۔

21- غزوۂ احد کے موقعہ پر جب کفار نے حضور اکرم سیّد العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی پر حملہ کیا تو جن بارہ صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی جانوں کی پروانہ کرتے ہوئے حصار قائم کیا تھا، ان میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

22- حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا نام ان ہستیوں میں شامل ہے جن سے محدّثین نے احادیثِ مبارکہ روایت کی ہیں۔ آپ نے زیادہ تر نماز اور روزہ کے متعلق احادیث بیان کی ہیں۔ اس سلسلے میں آپ بے حد محتاط تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے واسطہ سے نسبتاً کم احادیث مروی ہیں۔ (مدارج النبوت، اردو، جلد دوم، ص: 1006)۔

Marfat.com

23- حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ رسالت مآب کا خصوصی خدمتگار ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عید کے موقع پر موجود تھا۔ آپ نے بغیر اذان اور اقامت کے نماز شروع کرائی۔ پھر جب نماز سے فارغ ہو گئے تو خطبہ ارشاد فرمانے کیلئے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اپنے برابر کھڑا کیا اور ان پر ٹیک لگا کر آپ کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد وعظ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات لوگوں کو یاد دلائے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری پر ابھارا۔ پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ لئے ہوئے عورتوں کے قریب تشریف لے گئے اور عورتوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دیا اور اللہ تعالیٰ کے احکامات یاد دلائے۔''

(نسائی شریف، جلد: 1، ص: 233، مشکوٰۃ، صفحہ: 126)

24- حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سرکارِ دوعالم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خازن ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ آپ امہات المؤمنین اور اہل بیت کی ضروریات کا اہتمام کرتے۔ مالِ غنیمت کو جمع کرنے اور اس کی تقسیم کا فریضہ بھی سرانجام دیتے۔

(مدارج النبوت، اردو، جلد دوم، ص: 862)

25- حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب نورِ اسلام شرق وغرب میں پھیل رہا تھا، آپ کو سفیر اسلام بننے کا شرف ملا۔ آپ نے لشکرِ اسلام کے نمائندہ کی حیثیت سے روم کے حکمران تک اسلام کا پیغام پہنچایا۔

Marfat.com

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور مکی زندگی

خاندان:

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کا خاندان یمن اور حبشہ کی سرحد کے درمیان واقع علاقہ میں آباد تھا۔ آپ ان اوّلین مسلمانوں میں سے ہیں جن کا تعلق وادی حجاز میں آباد قبائل سے نہ تھا۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ حمامہ رضی اللہ عنہا تھا اور والد کا نام رباح رضی اللہ عنہ تھا۔ والدہ کا تعلق یمن کے علاقہ سراۃ یا مکہ المکرّمہ کی باندیوں سے تھا۔ وہ بھی آپ کے ساتھ ہی اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئیں۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا ایک بھائی خالد اور ایک بہن عسقرہ تھیں۔ آپ کی اولاد نہ تھی۔ مؤرخین بیویوں کے بارے میں مختلف رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ کچھ کے خیال میں آپ کی شادی مدینہ طیبہ کے قیام کے دوران ہوئی۔ بعض کے خیال میں آپ نے قیامِ دمشق کے دوران شادی کی۔

آپ ہجرت سے تقریباً 43 سال قبل پیدا ہوئے۔ جائے پیدائش یمن کا علاقہ سراۃ یا مکہ المکرّمہ ہے۔ آپ غلام کے طور پر پیدا ہوئے۔ آپ کے مالک کا نام امیہ بن خلف تھا جو مشرکین مکہ کے رؤساء میں سے تھا اور نہایت جابر و ظالم شخص تھا۔

حلیہ مبارک:

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی رنگت سیاہی مائل تھی۔ آپ کا قد لمبا، سینہ کشادہ اور چوڑا، رخساروں پر گوشت نسبتاً کم اور جسم نحیف و کمزور تھا۔ تاہم آپ کی آواز بہت بلند اور بارعب تھی۔ آپ کی آنکھیں سرخ انگاروں کی مانند روشن تھیں۔ داڑھی مبارک ہلکی تھی مگر جسم اور سر پر بکثرت بال موجود تھے۔ تاہم گھنگریالے نہ تھے۔ آپ کی ناک بھی چپٹی نہ تھی۔ نحیف و نزار ہونے کے باوجود آپ میں قوت برداشت بہت تھی کفار سے جہاد کے دوران

Marfat.com

آپ بھرپور طاقت اور جذبے سے حصہ لیتے تھے اور جسمانی قوت کا شاندار مظاہرہ کرتے تھے۔

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والی ان سعادت مند ہستیوں میں شامل ہیں جنہیں السابقون الاولون کہا جاتا ہے۔قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ﴾

ترجمہ: سب سے پہلے ایمان میں سبقت کرنے والے مہاجرین وانصار ہیں اور وہ لوگ جو بھلائی کے ساتھ ان کے بعد ایمان لائے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے''سب سے بہتر زمانہ میرا ہے۔اس کے بعد وہ زمانہ جو اس سے متصل ہے پھر وہ جو اس کے بعد آئیگا''۔(الحدیث)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ السابقون الاوّلون میں یہ آٹھ ہستیاں شامل ہیں:

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ۔سیدنا ابوبکر صدیق۔سیدنا علی المرتضےٰ۔سیدنا عمار۔
سیدہ سمیہ۔سیدنا صہیب۔سیدنا مقداد اور سیدنا بلال رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

آپ کے قبول اسلام کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔آپ کی والدہ ماجدہ خود موحدہ، پاکباز، نیک اور حق کی متلاشی خاتون تھیں۔ان کی تربیت کا اثر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی فطرت میں یقیناً شامل تھا۔پیارے آقا ومولا سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت،صداقت اور حسن خلق کا شہرہ بھی مکہ کے ہر باشندے تک پہنچ چکا تھا۔نیز آپ

Marfat.com

کی توحید و رسالت کی تبلیغ کا پیغام بھی آپ کے کانوں تک پہنچ چکا تھا۔ مزید برآں یہ کہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے حلیم الطبع، نیک سیرت اور معزز ہستی کی تبلیغ سے بھی حضرت بلال بہت متاثر تھے۔ بہر حال آپ نے آفتابِ اسلام کے طلوع ہونے کے فوراً بعد ہی کلمۂ حق پہ لبیک کہا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور مصائب و آلام:

طلوعِ اسلام کے ابتدائی دور میں مشرکینِ مکہ خصوصاً ان کے سردار جو پوری شدت سے سرکارِ ابدقرار بطحا کے درِ یتیم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کر رہے تھے یہ کیسے برداشت کر سکتے تھے کہ ان کا ایک زر خرید غلام لات و عزیٰ پہ لات مارتے اور تھوکتے ہوئے خدائے واحد کی عبادت کرے۔ چنانچہ دعوتِ اسلام قبول کرنے کی پاداش میں سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ پر ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ آپ کا مالک امیہ بن خلف اور اس کے مشرکین ساتھی آپ پر طرح طرح کے ظلم ڈھاتے۔ لیکن مجال ہے کہ آپ کے پائے استقلال میں لغزش آئی ہو۔ وہ آپ کو تپتی دھوپ میں لٹا دیتے۔ سورج نصف النہار پر ہوتا تو اوندھا کر کے آپ کے جسم پر پتھر رکھ دیتے۔ کبھی گائے کی کھال میں بند کر کے پاؤں میں بیڑیاں پہنا دیتے جسم پر بڑے بڑے پتھر رکھ کر دھوپ میں جسم کی چربی پگھلنے کے لئے لٹا دیتے۔ بعض اوقات لوہے کی زرہ پہنا کر جلتے سورج کے نیچے نوکیلے پتھروں پر آپ کو نہایت بے دردی سے کھینچتے۔ آپ کے نحیف و نزار جسم پر تازیانے اور کوڑے برسائے جاتے۔ مکہ کے اوباش مشرکین بدمست شرابیوں کی طرح آپ کا تمسخر اڑاتے۔ الغرض وہ ہر ممکن طریقے سے آپ کو تکلیف پہنچاتے اور ظلم و ستم کا ہر حربہ آزماتے۔ لیکن ان کا ہر حربہ ناکام ہوتا۔ آپ کی زبان پر احد احد کا نغمہ جاری رہتا اور تصور میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جلوہ سمایا رہتا۔

Marfat.com

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک آپ پر ڈھائے جانے والے مصائب ومظالم کا احوال پہنچتا تو بہت مغموم ہوتے۔ خود رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کی حالت کا سن کر اداس اور غمگین ہو جاتے۔ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے مالک امیہ بن خلف سے آپ کو آزاد کروانے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ آپ نے اس مشرک سردار کو منہ مانگی قیمت ادا کر کے آپ کو خرید لیا اور خوشی خوشی اپنے ساتھ لے کر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور خوشی سے چمکنے لگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ ''اے ابوبکر! اس سودے میں ہمیں بھی شامل کر لو۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیکن میں نے تو بلال کو اللہ کی راہ میں آزاد کر دیا ہے۔''

اس طرح آپ کفار کے ظلم وستم سے محفوظ ہو گئے اور رحمتِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آغوشِ رحمت میں آ گئے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور مکی زندگی کے بقیہ ایام:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال کو آزاد کرنے کے بعد اپنے گھر میں ایک مہمان کی حیثیت سے رکھا۔ کفارِ مکہ کے ظلم وستم برداشت کرتے کرتے آپ بہت نحیف اور کمزور ہو گئے تھے۔ کچھ عرصہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مہمان نوازی کا لطف اٹھایا۔ جہاں آپ کو تازہ دودھ اور اچھا کھانا دیا جاتا۔ مکمل صحت یاب ہو کر آپ نے سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں باقاعدہ حاضر ہونا شروع کیا۔ دربارِ رسالت میں مسلسل حاضری کی سعادت، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت گاری اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قربت کا شرف جتنا آپ کو ملا شاید ہی کسی اور صحابی کو ملا ہو۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا روزانہ کا معمول ہوتا کہ آپ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے۔ گھر کے کاموں میں امّ المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی معاونت کرتے۔ بازار سے سودا سلف لا کر دے دیتے۔ کبھی چکی پیس دیتے، مشکیزے بھر کر لاتے، الغرض گھریلو کاموں میں امّ المومنین کا ہاتھ بٹاتے اور اپنی قسمت پر نازاں ہوتے۔

مرادِ رسول سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے پر مسلمانانِ مکہ میں ایک نیا جوش و ولولہ پیدا ہوا اور اسلام کو شان و شوکت نصیب ہوئی۔ یہ خبر اہل مکہ کو بآوازِ بلند سنانے کا شرف سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے جناب بلال کو نصیب ہوا۔ اس ندائے حق کو سن کر کفر کے ایوان لرز اٹھے۔

ہجرتِ مدینہ سے قبل واقعۂ معراج پیش آیا۔ سفرِ معراج سے واپسی پر حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''بہشت تو بلال کی مشتاق ہے'، اور مزید فرمایا ''میں نے جنت میں بلال کے قدموں کی آواز سنی ہے۔ اے بلال تم کون سا ایسا عمل کرتے ہو جس کی وجہ سے میں نے تمہیں جنت میں اپنے آگے دیکھا ہے۔'' حضرت بلال کا جواب تھا۔ ''یارسول اللہ! میں نے جب بھی وضو کیا تو دو رکعت تحیۃ الوضو نوافل ضرور ادا کیے'، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ سعادت اسی عمل کی بدولت ہے۔''

مکہ میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے دینی بھائی:

مکی دور میں حضورِ پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو آپ کا دینی بھائی بنایا۔ چنانچہ آپ دونوں میں انتہائی محبت والفت اور باہمی احترام موجود تھا۔ حضرت عمرؓ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی دلجوئی کا خاص خیال رکھتے اور آپ کو یا سیّدی کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ امیر المومنین بننے کے بعد بھی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس نسبت پر بہت نازاں ہوتے تھے۔

Marfat.com

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی مدنی زندگی

ہجرت مدینہ

سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرتِ مدینہ سے قبل اہلِ یثرب جوق در جوق اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر رہے تھے۔ انہیں اسلام کے زریں اصولوں اور توحید و رسالت کے رموز و اسرار سے آگاہ کرنے کیلئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جن صحابہ کرام کو بھیجا، ان میں سب سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ پہنچے۔ ان کے بعد آنے والوں میں حضرت ابن ام مکتوم، حضرت عمار بن یاسر، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت بلال رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل تھے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کیلئے مکہ مکرمہ کی جدائی بہت تکلیف دہ تھی لیکن دعوتِ اسلام کو عام کرنے کیلئے مدینہ منورہ جانا بھی ضروری تھا۔ مدینہ منورہ میں آپ حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ کے مہمان بنے۔ وہاں پر دیگر صحابہ کی طرح آپ بھی بخار کی وباء میں مبتلا ہوئے۔ آپ وادیٔ مکہ کو یاد کرتے' آپ کی آنکھیں محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی راہ تکتی تھیں۔ چنانچہ جب سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو آپ عیادت کیلئے تشریف لائے اور صحت یابی کی دعا کی۔ ''اے اللہ! بلال کی بیماری کو ٹال دے اور مدینہ کو ہمارے لئے مکہ سے بڑھ کر محبوب بنادے'، چنانچہ آپ تندرست ہو گئے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے مدنی بھائی

ہجرتِ مدینہ کے بعد حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات قائم کی تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو رویحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا۔ آپ دونوں کے درمیان مثالی اخوت اور لازوال بھائی چارے کا

Marfat.com

رشتہ قائم ہوا۔ اخوت کا یہ تعلق مرتے دم تک قائم رہا۔ حضرت ابورویحہ رضی اللہ عنہ نے یمن کے ایک قبیلہ میں شادی کی خواہش ظاہر کی تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ کا پیغام لے کر وہاں گئے اور آپ کی سفارش کی۔ اسی طرح جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں لشکرِ اسلام نے ملکِ شام کی جانب علمِ جہاد بلند کیا تو آپکا نام حضرت ابورویحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ درج کیا گیا۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ دونوں دینی بھائیوں نے دمشق کے قریب ایک قبیلے میں شادی کی اور پھر ملک شام میں ہی قیام پذیر ہو گئے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور اصحابِ صفہ

ہجرت مدینہ کے بعد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بنو نجار کے دو یتیم بچوں سے جگہ خرید کر مسجد کی بنیاد رکھی۔ یہ مسجد مدینہ منورہ کے مسلمانوں کی دینی اور علمی تربیت گاہ بھی تھی اور تزکیۂ نفس کا بہترین مرکز بھی۔ دنیاوی مسائل کے حل کے لئے پارلیمنٹ بھی تھی اور باہمی تعاون واستمداد کے لئے مشکل کشائی کا محور بھی۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ آپ مسجد نبوی کے سب سے پہلے مؤذن قرار دیئے گئے۔

مسجدِ نبوی کے صحن میں مفلس اور نادار صحابہ کرام کے لئے ایک چبوترہ تعمیر کیا گیا۔ جو ان صحابہ کا گھر تھا: اصحابِ صفہ یہاں آیات قرآنی پہ غور وفکر کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے۔ اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہمہ وقت دیدار کرتے رہتے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کو اپنانے کی جستجو میں لگے رہتے۔ صبح کے وقت کھانے پینے کا کچھ اہتمام کرتے اور رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بسر کر دیتے۔ ان صحابہ میں اولین نام سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا آتا ہے۔ دیگر صحابۂ کرام میں حضرت ابوہریرہ، حضرت مسعود، حضرت صہیب حضرت مقداد، زید بن الخطاب، حضرت خباب، حضرت حذیفہ ابن الیمان، حضرت سلمان فارسی، حضرت عمار رضی اللہ عنہم وغیرہ شامل ہیں۔

Marfat.com

اصحابِ صفہؓ کی شان و عظمت بیان کرتے ہوئے حضرت داتا گنج بخش سیّد علی بن عثمان ہجویریؒ نے کشف المحجوب میں لکھا ہے۔ ''واضح رہنا چاہئے کہ امتِ مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہؓ کرام کی ایک جماعت مسجد نبوی علی صاحبہ اُلف اُلف صلاۃ وسلاما میں ہمہ وقت مصروفِ عبادت رہتی تھی۔ اور انہوں نے کسب معاش سے کنارہ کشی اختیار کر رکھی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی طرف خصوصی توجہ فرمانے کا حکم دیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''جو لوگ دن رات اپنے ربّ کی عبادت کرتے اور اس کی رضا چاہتے ہیں۔ آپ ان پر خاص توجہ مبذول فرمائیں۔'' آپ آگے مزید لکھتے ہیں کہ ''ایک دن رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا گزر اصحابِ صفہؓ کی طرف ہوا۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ فقر و فاقہ کے باوجود خوش و خرم ہیں۔ آپ نے ان سے فرمایا: ''اے اصحابِ صفہؓ! تمہیں اور میری امت کے ہر اس شخص کو جو تمہاری صفت پر خوش دلی سے قائم ہو، بشارت دی گئی ہے کہ تم جنت میں میرے رفقاء ہو گے۔''

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی ازدواجی زندگی

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایک سے زیادہ شادیاں کیں۔ تاہم ان کی اولاد کے بارے میں تاریخ خاموش ہے۔ ایک روایت کے مطابق ایک صحابی ابوبکیر رضی اللہ عنہ نے اپنی جواں سال بیٹی کے لئے مناسب رشتے کی غرض سے اپنے دو بیٹوں کو سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بھیجا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ بلال کے بارے میں کیا خیال ہے۔'' وہ خاموشی سے واپس چلے گئے۔ چند دن بعد وہ دونوں پھر حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال ہی کا نام تجویز کیا۔ وہ پھر خاموشی سے واپس چلے گئے۔ تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا تو ان کی خاموشی دیکھتے ہوئے فرمایا۔ ''تم بلال رضی اللہ عنہ کو کیوں فراموش کر رہے ہو۔ وہ اہلِ جنت میں سے ہیں۔'' اس طرح یہ شادی

Marfat.com

انجام پائی۔ شادی کے بعد آپ اصحابِ صفہ میں سے اپنے گھر منتقل ہو گئے اور ایک خوشگوار زندگی گزاری۔ آپ کی زوجۂ محترمہ بڑی نیک پرہیزگار اور متقی خاتون تھیں۔

ایک روایت کے مطابق آپ کی زوجۂ محترمہ کا نام ہندہ الخولانی تھا۔ وہ یمن کی رہنے والی تھیں۔ کچھ روایات میں ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے شام کے شہر دمشق میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ یہاں اُن کی شادی قبیلہ بنی خولان میں ہوئی۔ ایک اور روایت کے مطابق حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے اپنی دو صاحبزادیاں حضرت بلال اور آپ کے مدنی بھائی ابورویحہ رضی اللہ عنہ کے عقد میں دے دیں اور دونوں نے دمشق میں خوشگوار زندگی گزاری۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور قیامِ دمشق:

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے عاشق صادق اور خدمت گار سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا دل بھلا اپنے پیارے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد مدینہ منورہ میں کہاں لگتا تھا! آپ نے امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملک شام جانے کی اجازت طلب کی، لیکن ان کو حضرت بلال کی جدائی گوارا نہ تھی۔ چنانچہ وہ دو سال مدینہ منورہ میں مزید قیام پذیر رہے۔ امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ملک شام کو فتح کرنے کی مہم شروع ہوئی تو آپ لشکر اسلام کے ساتھ شام پہنچے۔ چار سال کے طویل جہاد کے بعد جب شام زیرِ نگیں ہوا تو آپ نے دمشق کے قریب قبیلہ خولان میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ آپ کے دینی بھائی ابو رویحہ رضی اللہ عنہ بھی وہیں آ کر آباد ہوئے۔ ان کو گزارا کرنے کیلئے کچھ زرعی اراضی اور ماہانہ وظیفہ ملنے لگا۔ یہیں پر آپ نے شادی بھی کی۔

قیامِ دمشق کا اہم واقعہ امیر المؤمنین سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ملک شام اور بیت المقدس آمد ہے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ لشکر اسلامی کے ہمراہ اس مہم میں شامل

Marfat.com

رہے۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی درخواست پر آپ نے اذان کہی۔ جسے سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عہدِ رسالت یاد آ گیا۔ اور سب کی آنکھیں فراقِ نبوی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم میں نم ہوگئیں۔

وصالِ مبارک:

ملکِ شام میں تقریباً 10 سال گزارنے کے بعد سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے 20 ہجری میں 63 سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ یہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منتہائے کمال ہے کہ آپ نے عمر مبارک بھی اتنے سال ہی پائی جتنا پیارے آقا ومولا نے اس دنیا میں قیام فرمایا۔

وفات سے ایک روز قبل آپ کی زوجہ محترمہ غم اور جدائی کے دکھ کی وجہ سے زار و قطار روتی تھیں اور کہنے لگیں وا حزناہ! یعنی ہائے کیسا غم ہے! لیکن آپ جواباً مسکراتے اور کہتے۔ ''وافرحاہ!'' یعنی کتنی مسرت کی بات ہے کہ کل میں پیارے حبیب مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام سے جاملوں گا۔ چنانچہ دوسرے ہی روز آپ کا وصال ہوگیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''آج ہمارا سردار فوت ہوگیا'' آپ دمشق میں باب الصغیر نامی قبرستان میں دفن ہوئے۔ آپ کا روضۂ انور سیدہ سکینہ بنت حسین رضی اللہ عنہا کے روضہ کے ساتھ واقع ہے۔ اور مرجع خلائق ہے۔

Marfat.com

حضرت بلال رضی اللہ عنہ بحیثیت عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ شہنشاہِ کائنات فخر موجودات حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت والفت کا مظہر اتم تھے۔ پیارے آقا ومولا کی اتباع واطاعت کا نمونۂ باکمال تھے اور عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دولت سے اس طرح مالا مال تھے کہ عہدِ رسالت سے آج تک بلکہ ابدالآباد تک جہاں بھی عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بات ہوتی ہے وہاں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا نام خود بخود زبان پر آجاتا ہے۔ آپ عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نقطہ کمال ہیں اور اس رہگزر میں تمام منازل کو طے کر کے اولین وآخرین کے لئے مینارۂ نور ہیں۔

حبِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کمال ہے کہ حضرت بلال بے پناہ ظلم وستم سہتے رہے لیکن ایمان کی حلاوت کا ایسا نشہ ملا کہ اللہ کی وحدانیت اور پیارے آقا ومولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حقانیت پر یقینِ کامل سے ایک قدم بھی پیچھے ہٹنے کو تیار نہ ہوئے۔

حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمانِ کامل کے بعد آپ کی زیارت وقربت کی ایسی تڑپ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے قلب وجگر میں پیدا ہوئی کہ ان کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ایک پل کی جدائی بھی گوارا نہ تھی۔ اسی لئے وہ ہمہ وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہتے اور دولتِ دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فیضیاب ہوتے رہتے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کے حصول اور اپنے دل کی راحت وتسکین کے لئے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خدمت گار کی حیثیت سے آپ کے تمام کام سرانجام دیتے رہتے۔ جہاں تک اتباع واطاعت اور تسلیم ورضا کی بات ہے تو ایمان قبول کرنے سے لے کر وصال تک ہر ہر لمحہ آپ

Marfat.com

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام سنتوں پر عمل پیرار ہے اور ایک لمحے کے لئے بھی کوتاہی نہ کی۔

حضورِ اکرم شفیع اعظم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ پاک کی تعظیم وتوقیر اور ادب واحترام کا عالم یہ تھا کہ کبھی اونچی آواز تک نہ نکالی بلکہ مجلسِ مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں باادب اور ساکت انداز میں یوں بیٹھتے کہ گویا سر پر کوئی پرندہ بیٹھا ہو۔ اذانِ فجر کے بعد حجرۂ انور کے پاس جاتے تو نہایت ادب سے سلام پیش کرتے اور خاموشی سے کھڑے رہتے تا آنکہ سیدِ ابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے آتے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو امہات المومنین اور اہلِ بیتِ اطہار سے بے حد عقیدت تھی۔ اس لئے آپ ان مقدس ہستیوں کی خدمت کر کے بہت راحت اور تسکین محسوس کرتے تھے۔ ازواجِ مطہرات کی روزمرہ ضروریات کو پورا کرنے کی ذمہ داری آپ کے سپرد تھی۔ ضروریاتِ زندگی کی تمام اشیاء کا انتظام کرنا، مالی آمدن وخرچ کا حساب کتاب رکھنا، اگر ضرورت ہو تو قرض یا اس کی ادائیگی کا اہتمام کرنا بھی آپ کے معمولات میں شامل تھا۔

اہلِ بیت سے محبت کے ثمر میں ہی خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے نکاح کے دن خوشبو وعطریات اور دیگر ضروریات کی خریداری سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے کی۔ یاد رہے کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو مکہ میں آپ نے اپنی گود میں کھلایا تھا اور آپ مدینہ شریف میں ان کے گھر کا کام کاج بھی کر دیا کرتے تھے۔

روایت میں آتا ہے کہ ایک روز سیدنا بلال رضی اللہ عنہ فجر کی اذان کہہ کر کسی کام سے چلے گئے۔ واپسی پر فجر کی نماز کا وقت قریب تھا۔ آپ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس سے گزرے تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ، جو کہ بچے تھے، کے رونے کی آواز

Marfat.com

آئی۔ آپ نے دیکھا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چکی پیسنے میں مصروف تھیں۔ آپ نے چکی پیس دی اور یوں کچھ دیر سے مسجد کے اندر پہنچے۔ وہاں اقامت ہو چکی تھی۔ آپ نے دیر سے آنے کی وجہ بیان کی تو سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرا کر آپ کی طرف دیکھا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ دربارِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دربان بھی تھے۔ آپ ہر آنے والے مہمان یا سوالی کا خیال رکھتے۔ اگر کوئی صحابی یا کوئی شخص سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے کا خواہاں ہوتا تو آپ گھر میں جا کر اطلاع کرتے۔ امہات المومنین بھی آپ پر بہت شفقت فرماتیں اور گھر کا ایک فرد ہی تصور کرتی تھیں۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آرام اور راحت کا مکمل خیال رکھا کرتے تھے۔ جب کبھی سفر میں سخت دھوپ ہوتی تو وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دھوپ کی شدت سے بچانے کے لئے سرِ اقدس پر کسی نقشین کپڑے سے سایہ کیا کرتے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چوبدار کا کام بھی سرانجام دیا کرتے۔ سفر میں، عیدین یا استسقاء کی نماز کے لئے یا محاذ جنگ پر جاتے وقت، حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آگے آگے نیزہ یا بلم لے کر چلا کرتے۔ اسی طرح اگر ناقہ کی سواری ہوتی تو آپ اس کی مہار پکڑ کر آگے آگے چلتے۔ اسی خدمت کا صلہ تھا کہ حجتہ الوداع کے موقع پر سرکارِ کائنات کے ناقہ کی مہار بھی آپ کو پکڑنے کا اعزاز حاصل ہوا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ پیارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کے مالی معاملات کے ساتھ ساتھ مملکتِ مدینہ کے بجٹ اور مالِ غنیمت کا حساب کتاب بھی رکھتے تھے۔ گویا آپ دربارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خازن

Marfat.com

تھے۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اگر کوئی حاجت مند آتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے دامن مراد کو بھرنے کے لئے حضرت بلال ہی کو حکم فرماتے تھے۔ اگر بالفرض اس وقت مال نہ بھی ہوتا تو آپ کہیں نہ کہیں سے اس کی ضرورت پوری کرتے، چاہے قرض ہی کیوں نہ لینا پڑتا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک مشرک سے قرض لے کر میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ضروریات پوری کرتا۔ لیکن جب قرض کافی بڑھ گیا تو اس مشرک نے سختی سے قرض کی واپسی کا تقاضا کیا۔ جس سے آپ بے حد پریشان ہوئے کیونکہ بظاہر اس وقت قرض کی واپسی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ رات بھر پریشان رہے۔ فجر سے کچھ دیر پہلے دربارِ رسالت مآب سے بلاوا آ گیا۔ آپ دوڑے دوڑے پہنچے تو سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آستانے کے باہر مال واسباب سے لدی چار اونٹنیاں دیکھیں۔ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''تم کو خوشی کی بات بتاؤں اللہ تعالیٰ نے تمہارے قرض کی ادائیگی کا انتظام فرما دیا ہے۔ فدک کے رئیس نے یہ ہدیہ مجھے بھیجا ہے۔ اسے لے جاؤ اور قرض ادا کر دو''۔ حضرت بلال نے کہا: ''میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور سارا قرض واپس کر دیا'، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تک مسجد میں ہی میرا انتظار فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے آپ کو سارے قرض سے سبکدوش کیا۔ اب ذرہ برابر بھی قرض باقی نہیں رہا۔''

حضرت بلال رضی اللہ عنہ حاجب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرائض بھی انجام دیتے رہے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت

Marfat.com

گھر سے چلیں، جب سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرۂ مبارک کے سامنے پہنچیں تو وہاں ایک انصاری عورت سے ملاقات ہوگئی۔ وہ بھی یہی مسئلہ دریافت کرنے کی غرض سے حاضر ہوئی تھیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا رعب و دبدبہ اور احترام دلوں میں اتنا تھا کہ بے دھڑک مسئلہ دریافت کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ ہم دونوں عورتیں ابھی باہر ہی کھڑی تھیں کہ اندر سے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ ہم نے ان سے کہا کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جایئے اور عرض کیجئے کہ دو عورتیں ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسئلہ دریافت کرنا چاہتی ہیں کہ ''کیا ہم اپنے شوہروں اور اپنی پرورش میں جو یتیم بچے ہیں ان پر اپنے صدقے کا مال خرچ کرسکتی ہیں؟ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ حضورِ پُرنور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو یہ مت بتانا کہ ہم دونوں کون ہیں''۔ چنانچہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ دروازے پر دو عورتیں یہ مسئلہ معلوم کرنا چاہتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا وہ دونوں کون ہیں؟ عرض کیا کہ ایک انصار کی عورت ہے اور ایک سیدہ زینب ہیں۔ دریافت فرمایا: ''کونسی زینب''؟

عرض کیا ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ'' اس کے بعد امت کے غمخوار مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسئلہ ارشاد فرمایا کہ ''شوہروں اور رشتہ کے یتیموں پر خرچ کرنے سے دوہرا اجر ملے گا۔ ایک اپنوں پر خرچ کرنے کا دوسرا خیرات کرنے کا۔'' (مشکوٰۃ)

رمضان شریف میں افطار کے وقت تاجدارِ مدینہ راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلال رضی اللہ عنہ سے فرماتے: ''بلال! لاؤ ہمارا شربت افطار کا وقت ہوا چاہتا ہے'' سیدنا بلال رضی اللہ عنہ شربت پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی اطلاع کرتے کہ سرکار صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے روزہ افطار فرمالیا ہے۔

Marfat.com

رمضان شریف کی ایک سحری کا واقعہ ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ سرکار صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سحری تناول فرما رہے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے خیال میں وقت ختم ہو چکا تھا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سحری تمام ہو چکی۔ سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا لیکن کھانے سے دستِ مبارک نہ روکا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اضطراب کی حالت میں پھر عرض کیا "خدا کی قسم سحری کا وقت آخر ہو گیا"۔ جونہی سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوالہ دستِ مبارک سے رکھ دیا۔ کسی کے پوچھنے پر بعدازاں سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "بلال رضی اللہ عنہ اپنے اندازے کے مطابق سحری کے خاتمہ کا اعلان کر رہے تھے لیکن ہماری نظر اس وقت آفتاب کے اس مرکز پر تھی جہاں ابھی سحری کے اختتام میں چند لمحے باقی تھے۔ لیکن جیسے ہی بلال رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی، اللہ تعالیٰ نے ان کی قسم کو سچا کرنے کی خاطر آفتاب کو حرکت دے کر اس خط تک پہنچا دیا، جہاں سحری کا وقت واقعی ختم ہوتا ہے۔ چنانچہ ہم نے کھانے سے ہاتھ روک لیا۔

Marfat.com

حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور غمِ ہجر

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری وصال ہوا تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ پر بھی دیگر صحابہ کی طرح بڑا گہرا اثر ہوا۔ آپ مدینہ شریف کی گلیوں میں یہ کہتے پھرتے تھے کہ ''لوگو! تم نے کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے تو مجھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پتہ بتا دو''۔ پھر آپ اسی غمِ ہجر میں مدینہ منورہ کو چھوڑ کر ملک شام کے شہر حلب میں چلے گئے۔ (دیگر روایات کے مطابق آپ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اصرار پر مدینہ شریف ہی میں رہے، اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حلب تشریف لے گئے) ایک سال بعد آپ نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے بلال! تم نے ہم سے ملنا کیوں چھوڑ دیا؟ کیا تمھارا دل ہم سے ملنے کو نہیں چاہتا؟ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ یہ خواب دیکھ کر لبیک یا سیّدی (اے آقا غلام حاضر ہے) کہتے ہوئے اٹھے اور رات ہی کو اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ منورہ کو چل پڑے۔ رات دن برابر چل کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ پہلے سیدھے مسجد نبوی شریف پہنچے لیکن سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھ پائے، پھر حجروں میں تلاش کیا۔ جب وہاں بھی نہ ملے تو مزار پر انوار پر حاضر ہوئے اور رو رو کے عرض کیا ''یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم! حلب سے غلام کو یہ فرما کر بلایا کہ ہم سے مل جاؤ اور جب بلال زیارت کے لئے حاضر ہوا تو آپ پردہ میں چھپ گئے''۔ یہ کہہ کر آپ بے خود ہو کر قبرِ انور کے پاس گر گئے۔ کافی دیر بعد جب طبیعت سنبھلی تو لوگ آپ کو اٹھا کر باہر لائے۔ اس دوران بلال رضی اللہ عنہ کی مدینہ شریف میں آمد کی خبر سارے شہر میں پھیل چکی تھی۔ بے شمار لوگ اکٹھے ہو گئے اور مؤذنِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے اذان سنانے کی درخواست کرنے لگے۔ حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ''دوستو! یہ

Marfat.com

بات میری طاقت سے باہر ہے کیونکہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیوی زندگی میں اذان دیتا تھا تو جب أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو سامنے آنکھوں سے دیکھ لیتا تھا اب بتاؤ کہ کسے دیکھوں گا؟ مجھے اس خدمت سے معاف رکھو"۔ ہر چند لوگوں نے اصرار کیا مگر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ معذرت ہی کرتے رہے۔ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی یہ رائے ہوئی کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ہم میں سے کسی کا کہنا نہیں مانیں گے کسی کو بھیج کر مدنی شہزادوں (حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما) کو بلایا جائے۔ اگر شہزادے اذان کی فرمائش کریں گے تو بلال ضرور مان جائیں گے۔ چنانچہ حضرت حسین اور حسن رضی اللہ عنہما کو بلایا گیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے آکر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ "اے چچا جان! آج ہمیں بھی وہی اذان سنا دو جو ہمارے نانا جان صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو سنایا کرتے تھے"۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھا کر فرمایا: تم میرے محبوب صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے نواسے ہو۔ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے باغ کے پھول ہو جو کچھ تم کہو گے منظور کروں گا تمہیں رنجیدہ نہ کروں گا کہ اس طرح حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو مزار اقدس میں رنج پہنچے گا اور پھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو مسجد کی چھت پر کھڑا کر دیا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہنا شروع کی۔ اللہ اکبر! مدینہ منورہ میں یہ وقت عجیب غم اور صدمہ کا وقت تھا۔ سرکار صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو وصال فرمائے ہوئے ایک زمانہ ہوا تھا۔ آج مدتوں کے بعد اذان بلال رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر مدینہ منورہ کے بازاروں اور کوچوں سے لوگ آکر مسجد میں جمع ہوئے ہر ایک شخص گھر سے نکل آیا۔ پردہ والی عورتیں رونے لگیں۔ بچے اپنی ماؤں سے پوچھتے تھے کہ بتاؤ بلال رضی اللہ عنہ مؤذن رسول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم تو آگئے ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں کب تشریف لائیں گے؟ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے جب أَشْهَدُ أَنْ

Marfat.com

مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ منہ مبارک سے نکلا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آنکھوں سے نہ دیکھا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غمِ ہجر میں بے ہوش ہو کر گر گئے اور بہت دیر کے بعد ہوش میں آ کر اٹھے بعد میں روتے ہوئے ملک شام چلے گئے۔

(مدارج النبوۃ)

Marfat.com

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بحیثیت مؤذّنِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو جہاں بہت سے دیگر فضائل حاصل ہیں وہاں آپ کا ایک امتیازی وصف مسجدِ نبوی علی صاحبہ الصلوۃ والسلام کا اولین مؤذن ہونے کی سعادت حاصل ہونا ہے۔ مسجدِ نبوی کی تعمیر کے بعد حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص گزرا جس کے شانوں پر سبز کپڑے ہیں اور ہاتھ میں سنکھ ہے۔ آپ نے اس سے کہا کہ یہ سنکھ مجھے دے دو تا کہ میں اسے بجا کر مسلمانانِ مدینہ کو نماز کی ادائیگی کے لئے بلا سکوں۔ اس شخص نے کہا کہ میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتا دوں۔ چنانچہ اس نے اذان کے کلمات دُہرائے۔ وہ شخص مسجد کی چھت پر کھڑا تھا۔ اذان کے بعد اس شخص نے نماز ادا کی۔ انہوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر یہ خواب بیان کیا۔ اسی اثناء میں حضرت فاروقِ اعظم بھی آ گئے۔ انہوں نے بھی اس سے ملتا جلتا خواب بیان کیا۔ چنانچہ سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اذان کے کلمات یاد کرا کے اذان کہنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اولین اذان کہنے کا شرف حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا۔ صبح صادق کے وقت اذان کی دلوں میں اترتی صدا پورے مدینہ طیبہ میں گونجی اور اس طرح اذان کا یہ سلسلہ شروع ہوا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا لہجہ اور تلفظ اگرچہ اہل زبان جیسا نہ تھا تاہم آپ کی آواز جونہی مدینہ طیبہ میں گونجتی اہل ایمان جوق در جوق مسجدِ نبوی میں حاضر ہو جاتے۔ نماز کا وقت قریب ہوتا تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرماتے۔

”اے بلال! اٹھو، اذان پڑھ کر نماز شروع کراؤ اور اس سے میرے دل کو راحت پہنچاؤ“۔

بنی نجار کی ایک عورت سے روایت ہے کہ میرا گھر مسجدِ نبوی سے متصل تھا۔ چنانچہ میں دیکھتی کہ روزانہ طلوعِ فجر سے قبل سیدنا بلال رضی اللہ عنہ مسجد کی دیوار پر بیٹھ کر فجر کا وقت

Marfat.com

شروع ہونے کا انتظار کرتے۔ تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ پہلے یہ دعا کرتے۔ ''اے اللہ میں تیری حمد وثنا بیان کرتا ہوں اور تجھ ہی سے مدد کا طلبگار ہوں کہ قریش تیرے دین پر قائم ہو جائیں''۔ اس دعا کے بعد آپ اذانِ فجر شروع کرتے تھے۔ اذانِ فجر کے شروع ہوتے ہی حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے حجرۂ مبارکہ سے باہر تشریف لے آتے۔ ایک دن کچھ دیر ہوگئی۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اضطرابی کی کیفیت میں کہہ دیا۔ ''الصلوٰۃ خیرٌ مـن الـنـوم''، یعنی نماز نیند سے بہتر ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ جملہ اتنا پسند آیا کہ آپ نے اسے اذانِ فجر کا مستقل حصہ بنا دیا۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی کا پہلا موذن ہونے کا شرف تو حاصل ہے ہی لیکن آپ کو یہ اعزاز بھی نصیب ہوا کہ فتح مکہ کے روز جب اہل مکہ مغلوب ہوئے اور اسلام کا پرچم بلند ہوا تو خانۂ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان کی صدا آپ نے ہی بلند کی۔ مکہ کے مغرور روسا کو یہ بات ناگوار گزری کہ ایک غلام کو یہ شرف ملے۔ کعبے کی چھت پر اذان بلالی کا واقعہ ایک طرف سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی عظمت کا مظہر ہے تو دوسری جانب اس میں حضورِ اکرم نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب سے آگہی پر دلالت بھی کرتا ہے۔
پروفیسر نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ نے سیرتِ رسولِ عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں صحیح بخاری کے حوالے سے اور مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری نے الرحیق المختوم میں لکھا ہے کہ نماز کا وقت ہو چکا تھا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کعبے کی چھت پر چڑھ کر اذان کہیں۔ اس وقت ابوسفیان بن حرب عتاب بن اسید اور حارث بن ہشام کعبہ کے صحن میں بیٹھے تھے۔ عتاب نے کہا کہ اللہ نے اسید کو فوت کر کے اس پر کرم کیا کہ وہ یہ اذان نہ سن سکا۔ ورنہ اسے یہ ناگوار چیز سننا پڑتی۔ حارث نے کہا: واللہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ وہ برحق ہیں تو میں ان کا پیروکار بن جاؤں گا۔ اس پر ابوسفیان نے کہا: دیکھو! واللہ میں کچھ نہیں کہوں گا۔ کیوں کہ اگر میں بولوں گا تو یہ کنکریاں بھی میرے

Marfat.com

متعلق خبر دیں گی۔اس کے بعد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: ''ابھی تم لوگوں نے جو باتیں کی ہیں۔ وہ مجھے معلوم ہو چکی ہیں پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی گفتگو دُہرادی۔اس پر حارث اور عتاب بول اٹھے۔ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں خدا کی قسم! کوئی شخص ہمارے ساتھ تھا ہی نہیں کہ ہماری اس گفتگو سے آگاہ ہوتا اور ہم کہتے کہ اس نے آپ کو خبر دی ہوگی۔

مؤذن کے فضائل کے ضمن میں یہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چند احادیث پیش خدمت ہیں۔تا کہ مؤذنِ رسول سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا مقام مزید واضح ہو:۔

☆ روایت ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا: ''اذان دینے والے لوگ قیامت کے دن لمبی گردنوں والے ہوں گے۔'' (صحیح مسلم)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو سات برس صرف ثواب کیلئے اذان دے تو اس کیلئے آگ سے خلاصی لکھی جاتی ہے۔' (ترمذی۔ابوداؤد)

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو بارہ سال اذان دے۔اس کیلئے جنت واجب ہوگئی۔اور ہر دن اس کی اذان کے عوض ساٹھ نیکیاں اور تکبیر کے عوض تیس نیکیاں لکھی جائیں گی۔(ابن ماجہ)

Marfat.com

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بحیثیت مجاہد اسلام

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نحیف ونزار جسامت کے مالک تھے۔ آزاد ہونے سے قبل ایک غلام کی حیثیت سے مصائب وآلام سے پُر زندگی گزارتے رہے۔ جہاں محض کام ہی کام تھا آرام یا سکون کا نام نہ تھا۔ پھر اسلام قبول کرنے کے بعد مشرکینِ مکہ کے بے پناہ ظلم وستم کا نشانہ بنے رہے۔ اس کے باوجود آپ کے اندر ایمان کی وہ قوت موجود تھی کہ شجاعت و بہادری کی داستانیں رقم کردیں۔ عہدِ رسالت میں ہر غزوہ میں پیش پیش ہوتے اور بیک وقت جری مجاہد، بے باک سپاہی اور چوکس نگہبان مصطفےٰ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت سے اپنی خدمات سرانجام دیتے۔ بعض اوقات دشمنوں کی جاسوسی کا مشن بھی ادا کرتے۔ جب حق وباطل کے مابین معرکہ گرم ہوتا تو لحہ لحہ کی خبر اور تازہ ترین صورتِ حال سے سرکار مدینہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو آگاہ کرتے رہنا بھی سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی ذمہ داری تھی۔ فتح وکامرانی سے ہمکنار ہونے کے بعد جب مال غنیمت جمع کرنے یا اس کا حساب کتاب کرنے کا مرحلہ آتا تو یہ سعادت بھی حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی حصے میں آتی۔ الغرض ایک مجاہد اسلام کی حیثیت سے آپ کا نام صحابہ کرام میں معتبر اور ممتاز ہے۔ آپ نے جن غزوات میں بھرپور انداز میں حصہ لیا ان کا ذکر کر کے اپنے قلوب کو گرماتے ہیں۔

غزوۂ بدر الکبریٰ:

غزوہ بدر کفر واسلام کے مابین اولین معرکہ ہے، جس میں مشرکین مکہ مکمل تیاری اور تمام دنیاوی اسباب کو جمع کر کے اور مکمل طور پر مسلح ہو کر شمع اسلام کو بجھانے کیلئے آئے لیکن حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں نے قلیل تعداد اور وسائل میسر نہ ہونے کے باوجود لشکرِ کفار کو بدترین شکست سے دوچار کیا اس غزوہ میں شریک ہونے

Marfat.com

والے صحابہ کرام کو نہایت عظمت و رفعت حاصل ہے۔ انہی مقدس ہستیوں میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا نام بھی شامل ہے۔ آپ نے ایک نڈر مجاہد اور جری و شجاع سپاہی کی حیثیت سے دیگر صحابہ کے شانہ بشانہ حصہ لیا۔ کفار مکہ کا ایک سردار امیہ بن خلف جو دورِ غلامی میں آپ کا مالک بھی تھا اور آپ پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے میں سب سے آگے تھا۔ وہ بھی مشرکین کے لشکر میں شامل تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس سے اپنی پرانی دوستی نبھانے کی خاطر اسے تحفظ فراہم کرنا چاہا۔ اتنے میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ لیا۔ انہوں نے نہایت جوش اور ولولے سے مسلمانوں کو پکارا اور بتلایا کہ یہ مکہ کے سرداروں میں سے ایک ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام نے اسے واصل جہنم کر دیا۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ نے خود اسے قتل کیا۔ اس کے قتل پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو مبارک باد پیش کی۔

غزوۂ احد:

غزوہ احد تاریخ اسلام میں ایک اہم سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دندانِ مبارک شہید ہوئے اور مسلمانوں کو عارضی پسپائی اختیار کرنا پڑی۔ یہ غزوہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و الفت، آپ کی اطاعت واتباع اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جانثاری و جذبہ شہادت کے حوالے سے انمٹ نقوش چھوڑ گیا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سرکارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قریب قریب رہے اور اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر پروانہ وار شمع رسالت پر نثار ہونے کیلئے تیار رہے۔ جب کفار نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کیا اور آپ کو خدانخواستہ شہید کرنا چاہا تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ان جانثاروں میں شامل تھے جنہوں نے آپ کے گرد حلقہ بنالیا اور کفار کے حملوں کا بہادری سے مقابلہ کیا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کہتے ہیں کہ ہم کل بارہ آدمی تھے جو سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کا شرف حاصل کر رہے تھے۔ ہماری تلواریں خار پشت کانٹوں کی طرح اٹھی ہوئی تھیں۔ اور ہم نے مشرکین کا منہ توڑ جواب دیتے ہوئے ان کی ناپاک کوششوں کو ناکام بنا دیا۔

غزوۂ بنی قریظہ:

غزوہ بنی قریظہ میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اور آپ کے بھائی حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی نیزہ بدست شریک ہوئے اور بہادری کے جوہر دکھائے۔

غزوۂ خیبر:

غزوۂ خیبر میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شانہ بشانہ ایک خدمت گزار اور مجاہد کی حیثیت سے شامل تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا ایک اہم پہلو اس غزوہ میں اجاگر ہوا۔ قلع حموص کی فتح کے بعد حاکم کی بیٹی صفیہ اور ایک کمسن بچی کو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی تحویل میں حفاظت گاہ کی طرف بھیجا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ان دونوں کو جنگ کے مقتولین کے پاس سے لے کر گزرے، جن کو دیکھ کر وہ رونے لگیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سولم کو ان کی حالت پر افسوس ہوا اور آپ نے فرمایا۔ "اے بلال! کیا تم نے اپنے دل سے رحم نکال ڈالا ہے؟ کیا تمہیں اس کمسن بچی پر ترس نہ آیا؟ تم اس کو مقتولین کی طرف کیوں لے کر گئے؟"۔ اس پر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نادم ہوئے اور معافی کے خواستگار ہوئے۔ یوں جنگ کے دوران بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین کے بارے میں رحمدلی کا درس دیا ہے۔

قصة ليلة التعريس:

فتح خیبر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وادی قریٰ میں قیام فرمایا۔ رات کا وقت تھا۔ آپ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ رات جاگیں

Marfat.com

تا کہ لشکرِ اسلام کو بیدار کر سکیں۔ لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ شب کے آخری پہر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بھی نیند آ گئی۔ جب آنکھ کھلی تو سورج چمک رہا تھا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تمام صحابہ کو جگایا اور کوچ کا حکم دیا۔ کچھ دور جا کر آپ نے وضو فرمایا' سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان اور تکبیر کہی اور سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے باجماعت نماز ادائیگی کے بعد فرمایا: "جب تم نماز بھول جاؤ تو جس وقت یاد آئے فوراً ادا کرو" کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ"

فتح مکہ:

حضور پرنور سرکارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب دس ہزار صحابہ کرام کے لشکرِ عظیم کے ساتھ مکہ کی طرف رختِ سفر باندھا تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ حسب معمول آپ کی خدمت کیلئے ہمراہ تھے۔ جب فاتحانہ انداز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری حرم کعبہ میں داخل ہوئی تو اس کی مہار سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے تھام رکھی تھی۔ اس موقع پر حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناقہ پر سوار سیاہ عمامہ شریف باندھے سورۂ فتح کی تلاوت فرما رہے تھے۔

جب کعبہ کو کھولنے کا مرحلہ آیا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلید بردار عثمان بن طلحہ سے چابیاں لے کر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو عنایت فرماتے ہوئے دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔ آپ نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور باب کعبہ کو کھولنے کا شرف حاصل کیا۔ فتح مکہ کے اس موقع پر حرم کعبہ کی چھت پر چڑھ کر پہلی اذان پڑھنے کا شرف بھی آپ کو حاصل ہوا اور وہ بیت اللہ جو صدیوں سے بتوں کا مسکن اور کفر و شرک کا مرکز تھا۔ ندائے توحید و رسالت سے گونج اٹھا۔

غزوۂ تبوک:

Marfat.com

ان غزوات کے علاوہ بھی سیدنا بلال رضی اللہ عنہ تقریباً سبھی غزوات و سرایا میں شامل رہے۔ خاص طور پر غزوہ تبوک میں آپ کے حوالے سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ بھی روایت کیا گیا ہے۔ جس کے مطابق آپ کے دستِ رحمت لگنے سے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے بھی اس قدر کھجوریں کھائیں کہ پیٹ میں گنجائش نہ رہی۔ لیکن پھر بھی دستر خوان پر اس قدر کھجوریں موجود تھیں کہ گویا ان میں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی ہو۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں جنگ قادسیہ میں شرکت کا موقع ملا۔ اس جنگ میں آپ نے بطور سفیر اسلام اور نمائندہ لشکرِ اسلام روم کے حکمران سے ملاقات کی اور اس تک اسلام کا پیغام پہنچایا۔ اگرچہ اس نے کماحقہ آپ کی قدر و منزلت نہ کی اور تکبر و رعونت سے پیش آیا لیکن آپ نے اپنا فرض احسن انداز میں ادا کیا۔

جزى الله عن جميع المسلمين أحسن الجزاء ورضى الله تعالى عنه وأرضاه عنا

Marfat.com

بلال رضی اللہ عنہ

علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ

لکھا ہے ایک مغربی حق شناس نے
اہل قلم میں جس کا بہت احترام تھا
جولاں گہ سکندرِ رُومی تھا ایشیا
گردُوں سے بھی بلند تر اُس کا مقام تھا
تاریخ کہہ رہی ہے کہ رومی کے سامنے
دعویٰ کیا جو پورس و دارا نے خام تھا
دنیا کے اُس شہنشہِ انجم سپاہ کو
حیرت سے دیکھتا فلکِ نیل فام تھا
آج ایشیا میں اُس کو کوئی جانتا نہیں
تاریخ دان بھی اسے پہچانتا نہیں
لیکن بلالؓ وہ حبشی زادۂ حقیر
فطرت تھی جس کی نورِ نبوت سے مستنیر
جس کا امیں ازل سے ہوا سینۂ بلالؓ
محکوم اس صدا کے ہیں شاہنشہ و فقیر
ہوتا ہے جس سے اسود و احمر میں اختلاط
کرتی ہے جو غریب کو ہم پہلوئے امیر
ہے تازہ آج تک وہ نوائے جگر گداز
صدیوں سے سن رہا ہے جسے گوشِ چرخِ پیر
اقبالؔ کس کے عشق کا یہ فیضِ عام ہے؟
رُومی فنا ہوا، حبشی کو دوام ہے!

Marfat.com

حضرت بلال رضی اللہ عنہ

سید محمد عبدالعزیز شرقیؒ کا ہدیہ عقیدت

سرشار و مستِ بادۂ توحید ایک دن
کوڑوں سے پٹ رہے تھے سرِ رہگزر کہیں
تھا جرم یہ کہ کیوں ہے زباں پر اَحد اَحد
اور وہ منات و لات کو کیوں پوجتا نہیں؟
ہر ضربِ تازیانہ پہ لیتے خدا کا نام
یہ دردِ عشق بھی ہے عجب لذت آفریں!
کہنے لگا بہ طنز وہاں اک ستم ظریف
تم جس پہ جان دیتے ہو وہ پوچھتا نہیں
سرخیلِ عاشقانِ نبیؐ نے دیا جواب
سن لو مری بات کہ ہے عقل کے قریں
جاتے ہو تم جو مٹی کا برتن خریدنے
ٹھنکا کے دیکھ لیتے ہو کچا نہ ہو کہیں
تم تو حقیر شے کو بھی لو دیکھ بھال کر
مولیٰ مرا خریدے یونہی کیا مرے تئیں؟

Marfat.com

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ

افضال احمد انور

حُبِ احمدﷺ میں ستم سہنا اُسے مشکل نہیں
عشق کے رَن میں کوئی اس شان کا بِسمل نہیں

اِک عجب آہ ، اِک انوکھا سوز ، اِک طرفہ تڑپ
ہے کوئی خوبی؟ جو اُس کے عشق میں شامل نہیں
سیّدہ حورانِ جنت کی ہو یا نعمت ، دِگر
اس کی کشتِ آرزو کا مقصد و حاصل نہیں
کوئی اور انعام اُس کا دِل لبھا سکتا نہیں
جُز محمد مصطفیٰﷺ اُس کی کوئی منزل نہیں
دیکھنا سرکارؐ ہی کو تھا اُسے عینِ صلوٰۃ
خدمتِ آقاﷺ سے اک پل بھی ہوا غافل نہیں
اہلِ حبشہ کو ملی محبوبیت اس کے طفیل
حُسن اُس کا ہو بیاں مجھ سے ، میں اس قابل نہیں

وہ غلام مصطفیٰﷺ تھا ، سیدِ اُمت ہوا
اب غلام اُس کا نہیں جو ، مومن کامل نہیں

Marfat.com

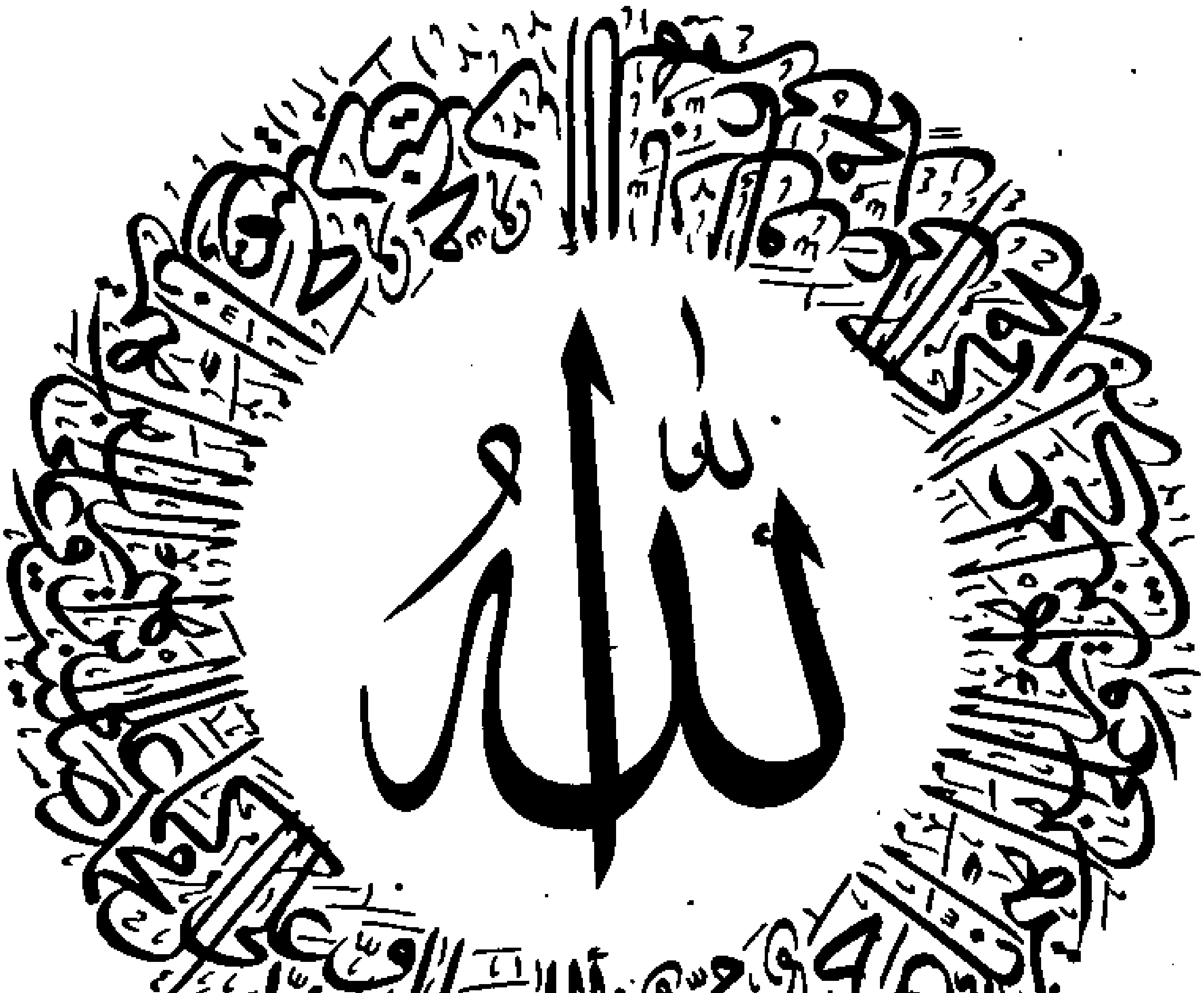

Marfat.com

Marfat.com

دنیائے رنگ و بو کی گہما گہمی میں، خوش ذوق احباب اپنے قلب و روح کی

خوب صورت اور خوش خصال تخلیق میں اپنے خالق کے جلوے آشکار پاتے ہیں

بلکہ ہر ہر پتی کی ادائے دلبرانہ سے خوشبوئے یار پا کر

علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ ناز سے پرورش پانے والے گلہائے

ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری

7868

Marfat.com